شعبان ۱۴۴۴ھ MARCH 2023

ماہنامہ

مظاہر علوم

سہارنپور



دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

جامعہ مظاہر علوم کا ترجمان

ماہنامہ

مظاہر علوم

سہارنپور

جلد نمبر ۲۸ شمارہ نمبر ۱۱

شعبان ۱۴۴۴ھ مارچ ۲۰۲۳ء

نگران

حضرت مولانا سید محمد شاہد مدظلہ امین عام جامعہ ہٰذا

مدیر مسئول

حضرت مولانا سید محمد عاقل مدظلہ ناظم جامعہ ہٰذا

مدیر تحریر

مولانا عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

زر تعاون

فی شمارہ ——— ۳۰ روپے

سالانہ زرتعاون ——— ۳۰۰ روپے

بیرون ملک سالانہ ——— ۲۵ ڈالر

ترسیل زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

MAZAHIR ULOOM MONTHLY MAGAZINE
SAHARANPUR 247001(U.P.) INDIA
Ph: 0132-2655542
Email-jamiamazahir@gmail.com

اس شمارے میں

○ دائرہ کا سرخ نشان آپ کی مدت خریداری ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ کے لیے رقم ارسال فرمائیں۔

☆ شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

☆ جواب طلب امور کے لیے لفافہ اور خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

☆ ماہنامہ، انگریزی ماہ کی ۲/ تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ ۱۰/ تاریخ تک موصول نہ ہونے پر مطلع فرمائیں۔

نوائے سحر

خدماتِ حدیث میں

مظاہر علوم کو اولیت حاصل ہے

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

یہ بات کسی بھی صاحبِ علم و بصیرت سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حدیث شریف کی خدمت کے عنوان سے مشہور و معروف دینی و علمی دانش گاہ ''مظاہر علوم سہارنپور'' تاریخ کے ہر دور میں ممتاز رہا ہے، حدیث اور علوم حدیث کے ارباب کمال نے یہاں کے علماء و فضلاء کو اس سلسلہ میں ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کیا ہے، مظاہر علوم کا ممتاز علمی شعبہ ''تخصص حدیث'' جو محرم ۱۴۱۵ھ/ جون ۱۹۹۵ء میں قائم کیا گیا وہ مظاہر علوم کے اسی امتیاز اور اسی خصوصیت کو باقی رکھنے اور اس میں مزید ترقی کے لئے یہاں کی مجلس شوریٰ کا ایک مستحسن قدم ہے۔

ادارہ کے امین عام مولانا سید محمد شاہد الحسنی کی تحریک اور مجلس شوریٰ سرپرستان کی منظوری کے بعد پورے ملک سے اس کے فضلاء کا ایک منفرد و ممتاز اجتماع مظاہر علوم سہارنپور میں ۲۷/رجب ۱۴۴۴ھ ۱۹/فروری ۲۰۲۳ء بروز یکشنبہ مظاہر علوم کی عالیشان عمارت کی وسیع مسجد میں منعقد کیا گیا۔ حسبِ نظام اجلاس کی کل تین نشستیں ہوئیں۔

چونکہ یہ اجلاس اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام تھا اس لئے اس کو باوقار علمی انداز سے منعقد کرنے کے لئے اس کے لئے تقریباً چالیس افراد پر مشتمل تیرہ (۱۳) انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔

پورے اجلاس کی سرپرستی ادارہ کے ناظم اور شیخ الحدیث مولانا سید محمد عاقل سہارنپوری نے کی جبکہ نظامت یہاں کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن، ملک کے مشہور و نامور مقرر مولانا مفتی سید محمد معصوم ثاقب رائے چوٹی نے انجام دی۔

پہلی نشست کی صدارت دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید محمد ارشد مدنی نے فرمائی، مہمان خصوصی کی حیثیت سے صدر مجلس شوریٰ حضرت حکیم کلیم اللہ زادمجدہ علی گڑھی کے صاحبزادۂ محترم مولانا سلیم الحق انس شریک اجلاس رہے۔

پہلی نشست کا آغاز مظاہرعلوم کے استاذ تجوید وقراءت مولانا قاری صلاح الدین کی تلاوت کلام پاک اور مولوی محمد عامر متعلم مدرسہ کی نعت پاک سے ہوا، اس کے بعد شعبۂ تخصص کے اساتذہ کرام کا تیارکردہ مقالہ ''شعبۂ تخصص حدیث: امتیاز وخصوصیات'' کے عنوان سے شعبہ کے استاذ مولانا محمد اسرار سہارنپوری نے پڑھ کرسنایا جس میں اس شعبہ کی پچیس سالہ خدمات اور طریقۂ افادہ پر روشنی ڈالی گئی تھی، اس کے بعد شعبہ کے دو متعلم مولوی حذیفہ سہارنپوری، مولوی عبداللہ سہارنپوری نے حفظ احادیث سند متصل کے ساتھ سنائیں۔

اس موقع پر صدر اجلاس مولانا سید محمد ارشد مدنی نے اپنے صدارتی خطاب میں بتایا کہ اسلام کی اصل بنیاد قرآن کریم کے ساتھ الفاظ قرآن کی تشریحات (احادیث شریفہ) بھی ہیں، صرف الفاظ قرآن سے مسائل کا حل نکالنا ممکن ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، مولانا مدنی نے بطور مثال ابھی ملک میں پیش آمدہ مسئلۂ حجاب کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس مسئلہ میں جو کچھ پیچیدگی پیش آئی وہ صرف اس وجہ سے کہ اسے صرف قرآن کریم سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی، احادیث اور الفاظِ قرآنی کی تشریح وتوضیح جو صحابہ اور مفسرین سے ثابت ہے اسے نظر انداز کیا گیا، مولانا مدنی نے بڑے واضح الفاظ میں کہا کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ احادیث رسول کو سمجھنا اور علوم حدیث کے فن کو زندہ رکھنا امت کے لئے انتہائی ضروری ہے اور الحمدللہ اس سلسلہ میں مظاہرعلوم کو اولیت حاصل ہے۔

مظاہرعلوم کے امین عام (سکریٹری) مولانا سید محمد شاہد الحسنی نے خطبۂ استقبالیہ میں پورے ملک سے تشریف لائے فضلاء مظاہرعلوم ودیگر علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا دنیا بھر کے موجودہ حالات، علمی زبوں حالی اور دینی بنیادوں میں پیدا ہونے والے اضمحلال نے ہمیشہ سے زیادہ قائدین ملتِ اسلامیہ کو مردم سازی اور افراد سازی کی اہمیت کی طرف لاکر کھڑا کردیا ہے، چنانچہ اب اس کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ اگر علوم اسلامیہ کے ادارے اور جامعات مختلف میدانوں کے لئے رجال کار تیار نہیں کریں گے تو علمی اور تہذیبی میدانوں میں ایسا زبردست خلاء پیدا ہوگا جس کی بھرپائی اور نقصان کی تلافی بہت مشکل

ہوجائے گی۔تاریخ مظاہر علوم پر بصیرت رکھنے والے مولانا الحسنی نے اس نوعیت کے اجلاس کو مظاہر علوم کی تاریخ کا پہلا اجلاس بتایا۔

منتخب متخصصین حدیث نے ''میری علمی وتحقیقی زندگی پر شعبۂ تخصص کے اثرات'' عنوان کے تحت اپنے تأثرات کا اظہار کیا جن سے پہلی مرتبہ اس شعبہ کے کام کی نوعیت اور یہاں کے اساتذہ کے کام کرنے کا انداز اوران کی محنتوں کا ثمرہ کُھل کر سامنے آیا۔

داعی اجلاس مولانا محمد شاہد الحسنی کی کوششوں سے اس اجلاس کی مناسبت سے دوعظیم کتابوں ''تخصص حدیث اوراس کے متخصصین''(اردو)اورالاختلاف بین الأئمہ(عربی) کا اجراء علمائے کرام کے ہاتھوں عمل میں آیا،اور دونوں کتابیں تمام سامعین کو تقسیم کی گئیں۔

دوسری مجلس بعد ظہر تین بجے سے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ حدیث مولانا عتیق بستوی کی صدارت میں شروع ہوئی،اس مجلس میں مہمان خصوصی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مسند نشین تھے۔

مجلس کا آغاز مظاہر علوم کے استاذ مولانا قاری محمد عمار کی تلاوت سے ہوااس کے بعد مظاہر علوم کی مرکزی لائبریری میں نادر و نایاب مخطوطات کی جو ایک بڑی تعداد موجود ہے ان کے تعارف پر مشتمل ''تعارف مخطوطات'' نامی کتاب کی جلد اول کا تعارف مولانا محمد اطہر متخصص حدیث نے پیش کیااور اس کتاب کا اجراء ہوکر کتاب تقسیم کی گئی۔

مہمان خصوصی مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج مظاہر علوم کی تاریخ کا زریں دن ہے حدیث شریف کی نسبت پر شکر گذاری اور شعبہ تخصص کی خدمات کو بار آور کرنے اوراس کے تعارف کے لئے یہ مجلس منعقد ہورہی ہے،مولانا نعمانی نے بھی یہ بات کہی کہ خدمات حدیث کے تعلق سے اولیت کا سہرا مظاہر علوم کو حاصل ہے۔

علماء و متخصصین کو مخاطب کر کے کہا کہ کسی بھی فن کو زندہ رکھنے کے لئے اس کی مشق اوراس کی تمرین انتہائی ضروری ہے اورالحمدللہ علوم حدیث کے فن کو زندہ رکھنے میں مظاہر علوم یہ کردار ادا کررہا ہے۔

موجودہ دور میں تخصص حدیث کی اہمیت وضرورت پر ندوۃ العلماء کے استاذ حدیث اوراس مجلس

کے صدر محترم نے پر مغز اور معلوماتی خطاب کیا، مولانا بستوی نے خطاب کے دوران کہا کہ ”مولانا محمد شاہد جیسا ”ادارہ کی تاریخ پر عبور رکھنے والا علمی شخص“ نہ دارالعلوم دیوبند کو حاصل ہے نہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کو۔

تیسری نشست بعد مغرب مظاہر علوم کے ناظم اعلیٰ مولانا سید محمد عاقل کی صدارت میں دارالحدیث میں منعقد ہوئی، مہمان خصوصی دارالعلوم دیوبند کے استاذ مولانا مفتی عبداللہ معروفی رہے، اس مجلس میں ناظم صاحب موصوف نے تمام موجودین کو اپنی سند سے اجازتِ حدیث بھی مرحمت فرمائی۔

یہ مجلس صرف متخصصین حدیث کے لئے مخصوص تھی، علماء کرام نے اپنے اپنے علاقوں میں دوران تدریس پیش آمدہ مسائل ومشکلات بیان کیں اور داعی اجلاس مولانا سید محمد شاہد اور مہمان خصوصی مولانا عبداللہ معروفی اور مولانا مفتی سید محمد معصوم ثاقب نے ان کے سوالات کے اطمینان بخش جوابات دیئے۔

اس موقع سے مولانا فیصل ندوی بھٹکلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے بھی اپنے تأثرات بیان کئے اور آخر میں رکن شوری مظاہر علوم سہارنپور مولانا مفتی سبیل احمد چینئی کی نصائح اور دعا پر اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

پورے ملک سے آئے ہوئے متخصصین حدیث کے علاوہ مولانا محمد عارف ابراہیمی، مولانا ناظم ندوی، مولانا علی حسن مظاہری یمنا نگر، مولانا ممتاز عالم بنگال، مولانا محمد سلمان گنگوہ، مولانا عبدالحیی مفتاحی خیرآبادی، مولانا محمد مزمل بدایونی دارالعلوم دیوبند، مولانا نوشاد احمد معروفی، مولانا محمد آصف جونپور، مولانا مزمل آسامی، پروفیسر محمد سلیم علی گڑھ، مفتی شکیل راجستھان، مفتی جسیر الدین بنگال، مفتی وسیم ٹانڈہ، مولانا عبدالسلام شاہی مرادآباد، مفتی عبدالرزاق دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالباسط معروفی، مولانا رسال الدین، مولانا انعام اللہ قاسمی، اور علاقہ کے ممتاز علماء حدیث شریکِ اجلاس رہے۔

اس اہم اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا حفظ الرحمن، نائب ناظم مولانا مفتی محمد صالح، مولانا محمد معاذ کاندھلوی، مولانا سید محمد جنید، مولانا عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی، مولانا محمد اسجد، مفتی شعیب، مولانا جمیل احمد، قاری محمد اسلم، قاری احمد ہاشمی، قاری محمد معاذ، قاری مسعود احمد، مفتی محمد جاوید، مولانا جابر میواتی، مولانا اسعد حقانی، مولانا اخلاق الرحمن وغیرہ کے حسنِ انتظام کا بڑا دخل رہا۔

درسِ قرآن

یہ جہالت کی بات ہے

مولانا ساجد حسن سہارنپوری
استاذ حدیث وتفسیر مظاہر علوم سہارنپور

أَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ أَنْ یَتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا أَنْ یَکْفُرُوْا بِهِ وَیُرِیْدُ الشَّیْطَانُ أَنْ یُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا، وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَأَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا۔

کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ پر جو کتاب نازل ہوئی، اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آپ سے پہلے جو نازل ہوئی اس پر بھی، اپنے مقدمات شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا کہ اس کو نہ مانیں اور شیطان ان کو بہکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا اور رسول کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ آپ سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

شانِ نزول:

ایک آدمی کا نام بشر تھا جو خود کو مسلمان کہتا تھا، اس کا جھگڑا ہو گیا ایک یہودی سے، جب فیصلہ کا وقت آیا تو یہودی جانتا تھا باوجود یکہ کافر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصاف فرماتے ہیں، کسی مؤمن اور کافر کا فرق نہیں فرماتے اس لیے یہودی نے کہا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں گے (**لانہ قد یعلم انہ لا یاخذ الرشوۃ فی الحکم**) اور یہ جو خود کو مسلمان کہتا تھا اس کو معلوم تھا کہ میں حق پر نہیں ہوں اور یہودی سردار رعایت ورشوۃ کے عادی ہیں، اسی لیے احکام الٰہیہ میں الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں (**یعلم انہم یاخذون الرشوۃ ویمیلون فی الحکم**) تو کہنے لگا فیصلے کے لیے کعب بن اشرف یہودی سردار کے پاس چل۔ یہ مسلمان حق وانصاف کے بجائے مال کے لالچ میں اپنے ہی حق میں فیصلہ کا خواہش مند تھا، مگر

یہودی اس بات پر راضی نہ ہوا، آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہودی چونکہ حق پر تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں فرمادیا، وہ مسلمان اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا، اور یہودی کو باصرار تمام حضرت عمر کے یہاں لے گیا، اور یہ خیال تھا کہ میں مسلمان اور یہ کافر اور حضرت عمرؓ کفار کے بارے میں بہت سخت ہیں، اس لیے یہودی پر سختی فرمائیں گے اور فیصلہ میرے حق میں ہوجائے گا۔ یہودی کو اطمینان تھا کہ عمر سخت ہیں، مگر حق پرست ہیں، اسی لیے راضی ہوگیا۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کو سارا واقعہ کہہ سنایا، کہ دربار رسالت سے یہ مقدمہ میرے حق میں فیصل ہوچکا ہے، مگر یہ بشر اس فیصلۂ رسول پر راضی نہیں ہے، حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا یہی بات ہے؟ اس نے کہا ''ہاں''۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اچھا ٹھہرو ابھی آتا ہوں، گھر سے ایک تلوار لے کر آئے اور منافق کا کام تمام کردیا۔ اور فرمایا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو، اس کا یہی فیصلہ ہے۔ (**هٰكَذَا أَقْضِي بَيْنَ مَنْ لَمْ يَرْضِ بِقَضَاءِ اللهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهِ**)۔

تشریح وتوضیح:

بعض لوگ زبان سے کلمہ پڑھتے تھے اور دل میں کفر رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں کو منافقین کہا جاتا ہے۔ مدینہ میں ایسے لوگ زیادہ تر یہودی تھے جو پہلے توراۃ پر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے اور قرآن کے نزول کے بعد قرآن پر اور آخری رسول پر ایمان کا دعویٰ کرنے لگے اور حالت یہ تھی کہ اپنے مقدمات وتنازعات کا تصفیہ رسول و قرآن سے حاصل کرنے کے بجائے غیروں سے کرتے تھے اور رسول وقرآن کو چھوڑ کر غیروں سے فیصلہ کرنے کو اللہ رب العزت نے شیطانی فیصلہ بتایا ہے کیونکہ غیروں کے پاس جانا یہ شیطانی وساوس کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور شیطان کی کامل جد وجہد اور پوری کوشش یہی ہے کہ کسی بھی طرح انسان کو قرآن وسنت سے دور کردے کیونکہ قرآنی فیصلہ میں عدل وانصاف ہے اور شیطان فیصلہ میں ظلم وزیادتی کو پسند کرتا ہے۔

مسائل:

آپسی اختلافات، لڑائی جھگڑے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کرنا (ہٹنا) کسی مسلمان کا کام نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانا آپ کے زمانہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کے بعد آپ کی شریعت، ائمہ مجتہدین، علماء، فقہاء ومفتیان کی طرف رجوع کرنا درحقیقت آپ ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ کیونکہ جو احکام ومسائل قرآن وحدیث میں صراحۃً مذکور نہیں وہ قرآن وحدیث سے ہی نکالے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی اطاعت قرآن ورسول ہی کی اطاعت ہے، قرآن وحدیث سے مستنبط مسائل وفتاویٰ کا انکار کرنے والا یا شرعی فیصلہ نہ چاہنے والا، فاسق اور سخت گنہگار ہے۔

پیغام!

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے تمام مقدمات، اختلافات ونزاعات خواہ نکاح سے متعلق ہوں یا خرید و فروخت سے۔ تمام مسائل میں قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا چاہئے، بعض افراد اپنی لاعلمی اور عدم واقفیت کی بنا پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس میں شریعت کا کیا دخل اور اپنے معاملات کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی بجائے عوام الناس اور پنچایت کی طرف رجوع کرتے ہیں یا عدالت اور کچہری کی طرف، یہ جہالت کی بات ہے کیونکہ اسلام وشریعت صرف نماز پڑھنے اور پڑھانے کا نام نہیں ہے، بلکہ ایک مکمل نظام اور دستور حیات ہے اور تمام مسائل کا حل شریعت میں موجود ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے معاملات کے حل کرنے میں شرعی پنچایت اور علماء وفقہاء ومفتیان کی طرف رجوع کریں جہاں فریقین کی رو رعایت اور ناجائز حمایت کا شائبہ بھی نہیں بالخصوص جب ایک فریق شریعت کے مطابق فیصلہ چاہتا ہو تو فریق دیگر کے لیے انکار کی گنجائش نہیں، ورنہ یہ خباثت اور دوسرے کے حقوق کا غصب اور اسلام بیزاری کی بات ہے جس سے ایمان بھی خطرے میں ہے۔

نمازِ توبہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ سے جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ اچھی طرح وضو کرے پھر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھے (بہ نیت توبہ) اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے، استغفار پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ (ابوداؤد: حدیث نمبر ۱۴۹۲)

انوارِ حدیث

سب سے بڑی جھوٹی بات

مولانا منظور احمد نعمانیؒ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَتَحَسَّسُوا، وَلاَتَجَسَّسُوا، وَلاَتَنَاجَشُوا، وَلاَتَحَاسَدُوا، وَلاَتَبَاغَضُوا، وَلاَتَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا (رواه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو، اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

تشریح

مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو باہم محبت و ہمدردی کا برتاؤ کرنے اور ایک جسم و جان بن کر رہنے کی تاکید فرمائی ہے، اسی طرح اس کے خلاف برتاؤ کرنے، مثلاً ایک دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھنے، بدگوئی کرنے، بے تعلق رہنے، اس کی مصیبت پر خوش ہونے، اس کو ایذا پہنچانے، اور حسد یا کینہ رکھنے کی سخت مذمت اور انتہائی تاکیدوں کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔

اس حدیث میں جن جن چیزوں سے ممانعت فرمائی گئی ہے، یہ سب وہ ہیں جو دلوں میں بغض و عداوت پیدا کر کے آپس کے تعلقات کو خراب کرتی ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے بدگمانی کا ذکر فرمایا، یہ ایک قسم کا جھوٹا وہم ہے، جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو اُس کا حال یہ ہوتا ہے کہ جس کسی سے اس کا ذرا سا اختلاف ہو اُس کے ہر کام میں اس کو بدنیتی ہی بدنیتی معلوم ہوتی ہے، پھر محض اس وہم اور بدگمانی کی بنا پر وہ اس کی طرف بہت سی ان ہونی باتیں منسوب کرنے لگتا ہے پھر اس کا اثر قدرتی طور پر ظاہری برتاؤ پر بھی

پڑتا ہے، پھر اس دوسرے شخص کی طرف سے بھی اس کا ردِّ عمل ہوتا ہے، اور اس طرح دل پھٹ جاتے ہیں، اور تعلقات ہمیشہ کے لیے خراب ہوجاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بدگمانی کو "اَکْذَبُ الحَدِیثِ" فرمایا ہے، یعنی سب سے بڑی جھوٹی بات، بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے خلاف زبان سے اگر جھوٹی بات ہی کہی جائے تو اس کا سخت گناہ ہونا ہر مسلمان جانتا ہے، لیکن کسی کے متعلق بدگمانی کو اتنی بُری بات نہیں سمجھا جاتا، رسول اللہ ﷺ نے متنبہ فرمایا کہ یہ بدگمانی بھی بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا جھوٹ ہے، اور دل کا یہ گناہ زبان والے جھوٹ سے کم نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں نیک گمانی کو بہترین عبادت بتایا گیا ہے، ارشاد ہے: "حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ العِبَادَةِ" (خوش گمانی بہترین عبادت ہے)

پھر بدگمانی کے بعد اور جن جن بُری عادتوں سے اس حدیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے۔ یعنی کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں رہنا، دوسروں میں عیبوں کا تجسس کرنا، ایک دوسرے پر رفعت حاصل کرنے اور بڑھنے کی کوشش کرنا، کسی کو اچھے حال میں دیکھ کر اُس پر حسد کرنا، اور اس کی خوش حالی کو ٹھنڈی آنکھ نہ دیکھ سکنا، وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کا حال بھی یہی ہے، کہ ان سے دلوں میں نفرت وعداوت کا بیج پڑتا ہے، اور ایمانی تعلق جس محبت وہمدردی اور جس اخوت ویگانگت کو چاہتا ہے اس کا امکان بھی باقی نہیں رہتا۔

حدیث کے آخر میں جو فرمایا گیا ہے "اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو کر رہو!" اس میں اشارہ ہے کہ جب تم اپنے دلوں اور سینوں کو نفرت وعداوت پیدا کرنے والی ان بری عادتوں سے صاف رکھو گے تب ہی تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہ سکو گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ، يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ، لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلاَ تُعَيِّرُوهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ يَتَتَبَّعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَتَتَبَّعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ. (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے، اور آپ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا، اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان

پوری طرح اترا نہیں ہے، مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے اور شرمندہ کرنے، اور اُن کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، کیوں کہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا، وہ اس کو ضرور رسوا کرے گا (اور وہ رسوا ہو کے رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔

تشریح

جب حقیقی ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے تو اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی پر اپنے انجام کی فکر غالب ہو جاتی ہے، اور وہ اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے بارے میں محتاط ہو جاتا ہے، خاص کر اللہ کے جو بندے سچے ایمان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ چکے ہوں ان کے بارے میں اور بھی زیادہ محتاط ہو جاتا ہے، اُن کو ستانے، اُن کا دل دکھانے، ان کی پچھلی برائیوں کا ذکر کر کے اُن کو شرمندہ کرنے اور ان کی زندگی کے چھپے ہوئے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کرنے سے باز رہتا ہے لیکن اگر دل میں ایمان کی حقیقت نہ اُتری ہو، اور صرف زبان سے اسلام کی باتیں ہوں تو آدمی کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے وہ اپنی فکر کے بجائے دوسروں کے عیب ڈھونڈتا ہے، خاص کر اللہ کے اُن بندوں کے پیچھے پڑتا ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان اور عبدیت کا تعلق قائم کر چکے ہوتے ہیں، اُن کو لوگوں کی نظروں سے گرانا چاہتا ہے، اُن کی غلطیوں کی تشہیر کرتا ہے، اُن کو بدنام اور ذلیل کرنا چاہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں لوگوں کو آگاہ کیا ہے، کہ وہ اس حرکت سے باز آئیں، اللہ کے ایمان والے بندوں کو بدنام کرنے اور اُن کے مقام کو گرانے اور اُن کے چھپے ہوئے کمزور پہلوؤں کو اچھالنے کے مشغلہ کو ترک کریں، ورنہ آخرت سے پہلے اس دنیا میں بھی وہ ذلیل کئے جائیں گے اور ذلت و رسوائی کی مار اُن پر ضرور پڑے گی، اگر بالفرض ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے وہ خانہ نشین ہو کے بھی بیٹھیں گے تو اللہ اُن کو اُن کے گھر کی چہار دیواری ہی میں رسوا کرے گا۔

عَنِ الزُّبَيْر قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ، وَالْبَغْضَاءُ، وَالْبَغْضَاءُ هِيَ: الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ (رواہ احمد والترمذی)

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہ اگلی امتوں کی مہلک بیماری یعنی حسد وبغض تمہاری طرف چلی آرہی ہے، یہ بالکل صفایا کردینے والی اور مونڈ دینے والی ہے (پھر اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا) میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے، بلکہ یہ مونڈتی ہے اور بالکل صفایا کردیتی ہے دین کا۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)

تشریح

صحابہ کرامؓ کے متعلق اللہ علیم وخبیر کی یہ شہادت قرآن مجید میں محفوظ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شفیق اورمہربان ہیں ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُم'' دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم نے ان کے دل ملا دیئے ہیں، اور وہ پُرانے جھگڑوں کو بالکل بُھلا کر آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔ فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَانًا، ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے، کہ اللہ کا یہ خاص انعام ہے، کہ اُس نے تم پر ایمان لانے والون کے دل ملا دیئے ہیں، اگر تم اس مقصد کے لئے دنیا کی ساری دولت اور سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں یہ الفت ومحبت پیدا نہ کر سکتے۔ وَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِهِمۡۚ لَوۡ أَنفَقۡتَ مَا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا مَّآ أَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوبِهِمۡ۔

بہر حال قرآن مجید کی ان واضح شہادتوں سے معلوم ہوا کہ جہاں تک صحابہ کرامؓ کا تعلق ہے ان کے دل ایک دوسرے کی محبت والفت سے بھر دیئے گئے تھے، اوران میں باہم بغض وحسد کا نام ونشان بھی نہ تھا، اس لئے اس حدیث ''دَبَّ إِلَيۡكُمۡ دَاءُ الۡأُمَمِ قَبۡلَكُمۡ: الۡحَسَدُ، وَ الۡبَغۡضَاءُ'' کا منشا یہی ہوسکتا ہے کہ بعد کے دوروں میں بغض وحسد کی جو مہلک بیماری مسلمانوں میں آنے والی تھی، رسول اللہ ﷺ پر وہ منکشف ہوئی، اور آپ نے امت کو اس آنے والی بلا سے خبردار کیا اور بتلایا کہ بغض وحسد کی جس مہلک بیماری نے اگلی بہت سے امتوں کے دین وایمان کو برباد کیا وہ میری امت کی طرف بھی چلی آرہی ہے، لہٰذا اللہ کے بندے ہوشیار رہیں، اور اس لعنت سے اپنے دلوں اور سینوں کی حفاظت کی فکر کریں۔

راہِ عمل

فضلاءِ کرام کے لیے مستقبل کا لائحہ عمل!

خطاب: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

''شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴۳۸ھ/ ۲۰۱۷ء کو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں رسمی طالبِ علمی سے فاتحہ فراغ حاصل کرنے والے طلبہ کو دورہ تدریبیہ کے اختتام پر مستقبل کے لائحہ عمل سے متعلق گراں قدر نصائح ارشاد فرمائیں، تخصصِ فقہِ اسلامی کے طالب علم مولوی محمد احمد عبداللہ سلمہٗ نے انہیں ریکارڈنگ سے نقل کر کے ترتیب دیا ہے۔ افادۂ عام کی خاطر یہ مفید خطاب نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔'' (ادارہ)

نعمتِ علم کی قدر کریں

سب سے پہلے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آٹھ سال کی محنت قبول فرمائی کہ عالم بن کر اس ادارے سے نکلنے والے ہیں، اللہ نے یہاں تک پہنچادیا، یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جن بے چاروں نے درجہ اولیٰ پڑھا اور اللہ کو پیارے ہوگئے، درجہ ثانیہ تک پہنچے اور اللہ کو پیارے ہوگئے، درجہ ثالثہ، درجہ رابعہ تک پہنچے اور اللہ کو پیارے ہوگئے، اور بعضوں کے پیچھے شیطان ایسا لگا کہ انہوں نے یہ راستہ ہی چھوڑ دیا، کہیں دکان کھول دی، کہیں مزدوری شروع کردی، کوئی ملازمت شروع کردی، لیکن اللہ نے آپ کو استقامت دی اور آپ نے آٹھ سال پابندی سے پڑھا اور آج آپ ایک فاضل کی حیثیت سے فارغ ہورہے ہیں، یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ اپنے دائیں بائیں دیکھیں، دنیا بھر میں آپ کو جہالت کا اندھیرا ہی اندھیرا نظر آئے گا، اس اندھیرے میں اللہ نے آپ کو آنکھیں دی ہیں، علم دیا ہے اور آپ کو اب یہ معلوم ہونے لگا ہے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ اور غیر مرضی کیا ہے؟ اللہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اور کیا نہیں چاہتے؟ یہ سب تفصیلات آپ نے پڑھی ہیں، دنیا میں ایسے بہت سے لوگ آج بھی ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ دایاں بایاں کیا ہوتا ہے؟ جن کو پتہ ہی نہیں کہ حلال حرام

کیا ہوتا ہے؟ اللہ نے آپ کو یہ ساری تفصیلات دے دی ہیں، اس نعمت کی قدر کرو۔

نعمتِ علم کا شکر کیا ہے؟

صحابہ کرامؓ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھ کر جانے لگتے اور آپ اُن کو رخصت فرماتے تو (رخصت کرنے کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہوتے: ''ارجعوا إلى أهليكم فعلّموهم۔'' جاؤ! اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، اور ان کو جا کر تعلیم دو۔

جن گھر والوں نے اتنا عرصہ آپ کو فارغ کر کے دین کے لیے بھیجا تھا، آخر ان کا بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟ اب آپ اپنے گھر جائیں تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے گھر والے جو نماز پڑھتے ہیں اور اس میں جو سب پڑھا جاتا ہے، کیا واقعی وہ اس کا تلفظ صحیح پڑھ رہے ہیں یا نہیں؟ آپ نے یہاں جو تجوید پڑھی ہے ان کو بھی بٹھا کر کچھ سکھاؤ، گھر والوں کے لیے ایک وقت مقرر کرو، اس میں شرم کی بات نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تو بڑی عمر میں دین سیکھا ہے، آپ یہاں سے پڑھ کر جا رہے ہیں تو گھر والوں کو اور عزیز و اقارب کو جمع کریں اور پھر ان کی تجوید صحیح کریں، ان کی نماز کا سبق ٹھیک کریں؛ تا کہ ان کی نمازیں صحیح ہوں۔ اور اس کے علاوہ ایک وقت مقرر کر کے تھوڑی دیر اُن کو وعظ و نصیحت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: بھئی! جاؤ! واپس جاؤ اور گھر والوں کو، عزیز و اقارب کو، محلہ والوں کو تعلیم دو۔ اللہ نے یہ جو اتنی بڑی نعمت دی ہے، اس کا شکر یہ ہے کہ اس کو پھیلاؤ، اس کو پھیلانا ہے، یہ نہیں کہ اپنے تک اس کو بند کرنا ہے اور جا کر دکان کھول لو، ریڑھی لگا دو، یہ تو ساری دنیا کر رہی ہے، آپ کا اصل کام یہ ہے کہ بس دین کے خادم بن جاؤ، جو دین اللہ نے آپ کو دیا ہے، اس کے خادم بن جاؤ، اس کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دو۔

علم کا اثر آپ کے اخلاق و اعمال اور معاملات پر ظاہر ہونا چاہیے

آج ہم نے جو پڑھا ہے اور اس میں کوتاہی بھی رہی ہے تو آج ہم یہ عزم کر لیں کہ ہم نے جو کچھ پڑھا ہے، ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گے، یہ دین جو ہم نے پڑھا ہے اس کا اثر ہمارے جسم، اخلاق، اعمال اور معاملات پر ظاہر ہونا چاہیے۔ یہاں اخباروں میں ایک دفعہ برطانیہ کا ایک واقعہ شائع ہوا کہ ایک عیسائی صحافیہ ایک مسلمان نوجوان سے اسلام کے بارے میں انٹرویو لی رہی تھی، خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی عالم نہیں تھا، لیکن تبلیغی جماعت سے وابستہ تھا؛ اس لیے کہ علماء کے بعد تبلیغ کی برکت سے تبلیغ

والوں کے پاس دین کی معلومات بہت زیادہ ہوتی ہیں۔اب وہ عورت اس نوجوان سے اسلام کے بارے انٹرویو لے رہی ہے اور وہ جواب دے رہا ہے، دو گھنٹے تک اس نے انٹرویو لیا، دو گھنٹے کے بعد اس نوجوان سے کہتی ہے: مجھے کلمہ پڑھاؤ، اس کو تعجب ہوا کہ بھئی، یہ کیا بات ہے؟! کہنے لگی کہ دو گھنٹے سے میں آپ کا انٹرویو لے رہی ہوں اور دو گھنٹے میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی آپ نے مجھے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔قرآن کریم میں ہے: ''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ۔''یعنی''ایمان والے مردوں سے کہہ دو کہ نگاہوں کو نیچے رکھو۔''اس نوجوان نے اس پر عمل کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی۔

اپنے علاقے کے ائمہ اور مدرسین سے ربط و تعلق پیدا کریں

جب آپ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں تو علاقے میں جہاں کہیں بھی اپنے ساتھی ہیں، ان سے رابطہ رہنا چاہیے، پورے علاقے میں مسجد کے امام ہیں، خطیب بھی ہیں، مدرس بھی ہیں، ان کا آپس میں ایک ربط ہونا چاہیے، آپس میں طے کرلو کہ ہر مہینے کی پہلی جمعرات کو ہم جمع ہوا کریں گے اور اس میں ترتیب قائم کرو کہ آنے والے مہینے کی پہلی جمعرات کو فلاں مولوی صاحب کی مسجد میں جمع ہوں گے، عصر کے بعد کا وقت رکھو، مغرب کے بعد کا نہیں کہ آپ کو کھانا نہ کھلانا پڑے، چائے وائے پلا دیا کرو، عصر کے بعد جمع ہو جائیں، (اس مجلس میں) آپ کے جو مسائل ہوں، ان پر بحث ہونی چاہیے، ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونا چاہیے، اس طرح محبت بھی بڑھے گی اور تعاون بھی ہوگا، اسی مجلس میں یہ طے کرلو کہ آنے والے مہینے کی پہلی جمعرات کو فلاں مولوی صاحب کی مسجد میں جمع ہوں گے، اس طرح تعلق رہے گا۔

اپنی مادرِ علمی اور اساتذہ سے وفا کریں

دین ہمیں وفا سکھاتا ہے، جس ادارے میں انسان نے پڑھا ہے، اس کے حقوق ہوتے ہیں اور اسی کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی وہاں کے حالات معلوم کرلیا کرو، خط لکھ دیا کرو، اور یہاں سے ایک رسالہ نکلتا ہے، وہ اپنے نام پر جاری کرا دو تو رابطہ رہے گا، کبھی کبھی یہاں آکر اساتذہ سے ملو، یہ بھی ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ فارغ ہو گئے تو اب پتہ ہی نہیں کہ کون ہے، کون نہیں؟۔

دورِ جدید کے فتنے اور علماء کا فریضہ

ایک زمانہ میں لیبیا میں اسلامی کانفرنس ہوتی تھی، یہ قذافی مرحوم کی محنت کا نتیجہ تھا، میں یہ نہیں کہتا کہ

قذافی فرشتہ تھا، اس میں بھی کمزوریاں تھیں، لیکن اس میں خوبیاں بھی تھیں، خدانخواستہ یورپ کی طرف سے اگر اسلام پر کوئی حملہ ہوتا تو اوپر کی سطح پر سب سے پہلے اس کا جواب دینے والا قذافی ہوتا تھا، اس کی ایک مثال دیتا ہوں، میں نے اس کی ایک تقریر میں خود سنا، یورپ والوں نے کہا کہ مسلمان متعصب ہوتا ہے، اس نے کہا : مسلمان متعصب ہوتا ہے؟! تم متعصب ہو، پھر دلائل سے ثابت کیا کہ مسلمان کا ایمان ہے کہ ''لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ'' ، آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر پر ہم ایمان لاتے ہیں، یہ نہیں کہ کسی کو مانا، کسی کو نہیں، اور صرف یہ نہیں کہ ایمان ہے، (بلکہ) محبت بھی ہے، ان کا احترام ہے؛ اسی لیے مسلمان جب کسی پیغمبر کا نام لیتا ہے تو نہایت ہی احترام سے لیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا اور ان سے محبت کرتا ہے۔ اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں آپ دیکھیں گے کہ انبیاء کے نام ہیں، مسلمان (گھرانوں میں) یعقوب، ابراہیم، اسحاق، یہ سارے نام ہیں، کسی کو آپ نے دیکھا کہ یزید نام رکھا ہو، یا شیطان رکھا ہو؟! انبیاء کرام سے چوں کہ محبت ہے؛ اسی لیے ان کے نام رکھتے ہیں، (قذافی مرحوم) یہ بیان کر کے کہتا ہے : تم بتاؤ! کسی ایک یہودی کا نام لو کہ جس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا ہو، یا ابوبکر رکھا ہو، یا عمر رکھا ہو، عثمان رکھا ہو، علی رکھا ہو؟! اپنی بیٹی کا نام فاطمہ یا عائشہ رکھا ہو؟! ایک عیسائی بتاؤ جس نے اپنے بچوں کا نام ابوبکر، عمر، عثمان، علی رکھا ہو، اپنی بچی کا نام فاطمہ یا عائشہ رکھا ہو، اب بتاؤ متعصب تم ہو یا ہم ہیں؟ تو اس سطح پر سب سے پہلے وہ جواب دیتا تھا۔

بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اسلام کے نمائندے ہیں، ایک عالم نمائندہ ہوتا ہے، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں، تو جہاں کہیں ایسے فتنے ہوں تو ان کا جواب دینا ہے، آج دنیا میں انکارِ حدیث کا فتنہ دوبارہ سر اُٹھا رہا ہے اور طرح طرح کے فتنے نکل رہے ہیں، یہ علماء کا فریضہ ہے کہ ان فتنوں کو اچھی طرح سمجھیں اور ان کی تردید کریں، ان کا مقابلہ کریں اور مسلمانوں کو اس فتنے کے شر سے بچائیں، یہ آپ کا کام ہے، آپ دین کے سپاہی ہیں، اور سپاہی کا کام یہ ہوتا ہے کہ جہاں اس کی ضرورت پڑے وہاں کھڑا ہے۔

کتاب کے بغیر آپ کو چین نہیں آنا چاہیے

یہ مت سمجھو کہ اب ہم فارغ ہو گئے، لہٰذا اب ہمیں کتاب کی ضرورت نہیں، پڑھنے کی ضرورت نہیں، ایک عالم کو کتاب کے بغیر چین نہیں آنا چاہیے، عالم اور کتاب لازم ملزوم ہیں، کوئی سی دو کتابیں آپ اپنے پاس

رکھیں، ایک نہایت ہی علمی کتاب ہو اور ایک ذرا ہلکی قسم کی ہو، جب نشاط ہو تو نشاط کی حالت میں علمی کتاب پڑھا کریں اور جب نشاط نہ ہو، تھکے ہوئے ہوں تو کوئی ہلکی کتاب، اردو زبان میں ہی سہی، پڑھ لیا کریں، لیکن (مطالعہ) اپنا معمول بنالیں، "وخیر جلیس فی الزمان کتابٌ"، کتاب ایک ایسی چیز اور ساتھی ہے کہ میں نے ایک سفر میں بیس گھنٹے ایک کتاب کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے گزار دیئے، ایک بار مجھے قاہرہ سے بغداد جانا تھا، اب (ائیر پورٹ میں) کاؤنٹر پر جاؤں تو آگے جو ہمارا مصری بھائی بیٹھا تھا، وہ کہتا: "ساعتین، ساعتین"، یوں کرتے کرتے صبح سات بجے کا جہاز رات میں تین بجے چلا، میں مطالعہ کرتا رہا اور سارا وقت گزر گیا لیکن مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ کتاب کے ساتھ آپ کا تعلق ہونا چاہیے، کتاب کے بغیر آپ کو سکون نہیں ملنا چاہیے۔

ائمہ کرام درس ضرور دیں

امامت مل جائے تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایسی نماز کے بعد جس میں نمازی زیادہ ہوتے ہوں، درس دینا شروع کر دو، لیکن درس تیاری کر کے دو، یہ نہیں کہ بس پرانی معلومات کو ہی لوٹاتے رہو۔ ایک مولوی صاحب تھے، ہر جمعے کربلا پر تقریر کرتے تھے، محلے والے بھی تنگ آگئے، اس محلے میں جو اور ائمہ تھے، انہوں نے کہا کہ ذرا مولوی صاحب کو اس سے ہٹاتے ہیں، ان کو دعوت دی کہ بھئی، آؤ اور ہمارے ہاں سورۂ کوثر کی تفسیر بیان کرو، لیکن اس مولوی صاحب کی عادت بگڑی ہوئی تھی، وہاں گیا، بیٹھا، لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، مولوی صاحب فرمانے لگے کہ: یہ سورت جو میں نے پڑھی ہے، جانتے ہو کس پر نازل ہوئی ہے؟ سب نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے؟! حضرت حسینؓ کے نانا جو کربلا میں شہید ہوئے، پھر کربلا پر تقریر شروع کر دی۔

لوگ تنگ ہو جاتے ہیں کہ ایک ہی موضوع لے کر مولوی صاحب کھچڑی پکا رہے ہیں، تیاری کرو بھئی، کبھی قرآن کی کسی آیت کو لے کر اس کا ترجمہ و تفسیر کر دو، کبھی کسی حدیث کا ترجمہ اور تشریح کر دی، کبھی کوئی فقہی مسئلہ بیان کر دیا، کبھی سیرت پر کچھ بیان کر دیا، اولیاء اللہ کے کچھ واقعات بیان کر دیئے، یوں تنوع ہونا چاہیے؛ تا کہ لوگوں کو اس میں دلچسپی ہو اور لوگ بھی غور سے بیٹھیں اور کچھ لے کر جائیں۔ بہر حال بہت سی باتیں ہیں جو آپ سنتے رہے ہیں، وہ ساری ذہن میں ہونی چاہئیں، ان پر عمل ہو، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہِ رواں

ماہِ شعبان، شبِ براءت

اور ہماری بے اعتدالیاں

مولانا ابوجندل قاسمی

مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ، مظفر نگر، یوپی

ماہِ شعبان ایک بابرکت مہینہ ہے، ''شعبان'' عربی زبان کے لفظ ''شَعَّب'' سے بنا ہے، جس کے معنی پھیلنے کے آتے ہیں اور چوں کہ اس مہینے میں رمضان المبارک کے لیے خوب بھلائی پھیلتی ہے اسی وجہ سے اس مہینے کا نام ''شعبان'' رکھا گیا۔ (عمدۃ القاری، باب صوم شعبان ۱۱/۱۱۶، فیض القدیر ۲/۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کے اکثر حصے میں روزے رکھتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پورے مہینے کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

شبِ براءت کی فضیلت واہمیت

ماہِ شعبان کی پندرہویں شب ''شبِ برأت'' کہلاتی ہے، براءت کے معنی ''رستگاری و چھٹکارا'' کے ہیں، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: شب برأت کو شب برأت اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات میں دو قسم کی براءت ہوتی ہے: (۱) ایک براءت تو بدبختوں کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (۲) دوسری براءت خدا کے دوستوں کو ذلت وخواری سے ہوتی ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۴۵۶) نیز فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے لیے اس روئے زمین پر عید کے دو دن (عید الفطر و عید الاضحی) ہیں، اسی طرح فرشتوں کے لیے آسمان پر دو راتیں (شبِ براءت و شبِ قدر) عید کی راتیں ہیں۔ مسلمانوں کی عید دن میں رکھی گئی؛ کیوں کہ وہ رات میں

سوتے ہیں اور فرشتوں کی عیدرات میں رکھی گئی؛ کیوں کہ وہ سوتے نہیں۔(غنیۃ الطالبین،ص۴۵۷)

احادیث شریفہ میں شبِ براءت کی بہت زیادہ فضیلت اوراہمیت بیان کی گئی ہے،جن میں سے چارحدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

بے شمارلوگوں کی مغفرت:عَنْ عَائِشَۃَ قالت فَقَدتُّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْلَۃً فَخَرجْتُ فَاِذَا ھُوَ بِالبَقِیْعِ فَقَالَ أَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللہُ عَلَیْکِ؟ قُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللہِ! ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ فَقَالَ اِنَّ اللہَ تَبَارَکَ وتَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْب (ترمذی شریف ۱/۱۵۶،ابن ماجہ،ص۹۹)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔(بنوکلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔)

صبح تک اللہ تعالیٰ کی ندا:عَنْ عَلِیِّ بنِ اَبِیْ طالبٍ قال قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللہُ علیہ وسلم اِذَا کانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوا لَیْلَھَا وصُوْمُوْا نَھَارَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا فیقُولُ اَلاَ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِیْ فَاَغْفِرَ لَہ اَلاَ مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہ اَلاَ مُبْتَلاً فَاُعَافِیَہِ کَذَا اَلاَ کَذَا حتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْر (ابن ماجہ ص۹۹،شعب الایمان ۳/۳۷۸،حدیث ۳۸۲۲)

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو؛ اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوعِ فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے

والاجس کی میں مغفرت کروں؟، کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتے رہتے ہیں؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجاتا ہے۔

کن لوگوں کی مغفرت نہیں ہوتی: عَنْ اَبِیْ مُوسیٰ الاشْعَرِیِّ عَنْ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اِنَّ اللّٰہَ لَیَطَّلِعُ فی لَیْلَۃِ النِّصفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہ اِلاَّ لِمُشْرِکٍ او مُشَاحِنٍ (سنن ابن ماجہ ص ۹۹، شعب الایمان للبیہقی ۳/ ۳۸۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جھانکتے ہیں یعنی متوجہ ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات میں، پس اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے۔

پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی: عَنْ ابنِ عُمَر قال: خَمْسُ لَیَالٍ لاَیُرَدُّ فِیْھِنَّ الدُّعَاءُ لَیْلَۃُ الجُمُعَۃ واَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ رَجَبَ و لَیْلَۃُ النِّصفِ مِنْ شَعبانَ و لَیْلَتَا الْعِیْدِ (شعیب الایمان ۳/ ۳۴۲، حدیث ۳۷۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) جمعہ کی رات، ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی رات، عیدین کی راتیں۔

شبِ براءت میں کیا کیا جائے؟

ان احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شبِ برأت ایک بابرکت اور عظمت والی رات ہے، اکثر بلاد اسلامیہ کے دین دار حلقوں میں ہر زمانے میں اس رات کے اندر عبادت، دعا اور استغفار نیز اس کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا ہے، اس خاص موقع پر کن کاموں کو کس طریقے پر کرنا چاہیے اور کن امور سے پرہیز کرنا چاہیے؟ ذیل میں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

۱— شب براءت میں عبادت کریں اس سلسلے میں چند باتیں پیش نظر رہنی ضروری ہیں:

(الف) نفلی عبادت تنہائی میں اور اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے؛ لہٰذا شب براءت کی عبادت بھی گھر میں کریں، مسجد میں نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بناؤ یعنی نوافل گھر میں ادا کرو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔

(ب) اس رات میں (اسی طرح شب قدر میں بھی) عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں؛ ذکر وتلاوت، نفل نماز، صلاۃ التسبیح وغیرہ کوئی بھی عبادت کی جاسکتی ہے۔

(ج) اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق عبادت کرنی چاہیے، اتنا بیدار رہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی بیمار ہوجائے۔

(د) پورے سال فرض نماز کا اہتمام کیا جائے، صرف شب براءت میں نفلی عبادت کرکے اپنے کو جنت کا مستحق سمجھنا باطل خیال ہے۔

(ھ) بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس رات میں ایک مخصوص طریقے سے دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو جو نمازیں قضا ہوگئیں وہ سب معاف ہوجائیں گی۔ یہ بات بالکل بے اصل ہے۔

(و) شب براءت میں فضول گپ شپ میں شب بیداری کرنا، گلیوں، چوراہوں اور ہوٹلوں میں وقت گذارنا بالکل بے سود؛ بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے۔

۲– قبرستان جانے کا مسئلہ۔ حدیث شریف گذرچکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات قبرستان تشریف لے گئے؛ مگر واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اس قدر خفیہ تھا کہ آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اپنے جانے کو مخفی رکھا اور کسی بھی صحابی کو اپنے ساتھ نہیں لے گئے اور بعد میں بھی کسی صحابی کو اس عمل کی ترغیب دینا ثابت نہیں؛ اس لیے شب براءت میں ٹولیوں کی شکل میں قبرستان جانا، اس کو شب براءت کا جزو لازم سمجھنا، راستوں میں روشنی کا اہتمام کرنا، یہ دین میں زیادتی اور غلو ہے، بغیر کسی اہتمام اور پابندی کے قبرستان جانا چاہیے!

۳– پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے امت میں پندرہویں تاریخ کے روزہ رکھنے کا معمول رہا ہے۔

شب براءت کی خرافات

مندرجہ بالا تین اعمال شب براءت سے متعلق ہیں، ان کے علاوہ دیگر تمام اعمال خلافِ سنت، بدعات و خرافات اور بے اصل ہیں، جن کی شریعت اسلامیہ میں قطعاً گنجائش نہیں، ان بدعات وخرافات میں سب سے بدترین اور ملعون رسم ''آتش بازی'' ہے، جو آتش پرستوں اور کفار ومشرکین کی نقل ہے، اس شیطانی رسم میں ہر سال

مسلمانوں کی کروڑوں کی رقم اور گاڑھی کمائی آگ میں جل جاتی ہے، بڑی دھوم دھام سے آگ کا یہ کھیل کھیلا جاتا ہے، گویا ہم خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیازمندی اور عبادت و استغفار کا تحفہ پیش کرنے کے بجائے اپنے پٹاخے اور آگ پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ آتش بازی کی یہ بدترین رسم تین بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے:

(الف) اسراف وفضول خرچی: قرآنِ کریم میں اپنی کمائی فضولیات میں خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔

(ب) کفار ومشرکین کی مشابہت: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اور ان کے طور طریق اختیار کرے گا اس کا شمار انھیں میں ہوگا۔

(ج) دوسروں کو تکلیف دینا: جب پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں تو اس کی آواز سے کتنے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کو ہر شخص جانتا ہے، جب کہ ہمارا مذہب اسلام ہم کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن آدمی سے کسی بھی شخص کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

حاصل یہ ہے کہ صرف ''آتش بازی'' کی ایک رسم کئی بدترین اور بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے، جو کسی بھی طرح مسلم معاشرے میں رواج پانے کے لائق نہیں؛ بلکہ پہلی فرصت میں قابلِ ترک ہے۔

(۲) چراغاں کرنا: شبِ براءت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریقے کے خلاف ہے اور غیر مسلموں کے تہوار دیوالی کی نقل اور مشابہت ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے یہ رسم ہم نے اسلام میں داخل کرلی اور غیروں کی نقالی کرنے لگے، جب کہ غیروں کی نقل ومشابہت پر سخت وعید آئی ہے جس کو اوپر بیان کردیا گیا۔

(۳) حلوہ پکانا: شبِ براءت میں بعض لوگ حلوہ بھی پکاتے ہیں؛ حالاں کہ اس رات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں۔ آیات کریمہ، احادیث شریفہ، صحابہ کرام کے آثار، تابعین وتبع تابعین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے عمل میں کہیں اس کا تذکرہ اور ثبوت نہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک جب شہید ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بات بالکل من گھڑت اور بے اصل ہے، حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، اور غزوۂ احد ماہِ شوال میں پیش آیا تھا، جب کہ حلوہ شعبان میں پکایا جاتا ہے، دانت ٹوٹنے کی تکلیف ماہِ شوال میں اور حلوہ کھایا گیا دس مہینے بعد شعبان میں، کس قدر بے ہودہ اور باطل خیال ہے!

(۴) گھروں کا لیپنا پوتنا، نئے کپڑے بدلنا اور اگربتی وغیرہ جلانا: شبِ براءت کے موقع پر گھروں کی لپائی پوتائی اور نئے کپڑوں کی تبدیلی کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، نیز گھروں میں اگربتی جلاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس رات میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں، ان کے استقبال میں ہم ایسا کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ بالکل فاسد اور مردود ہے، یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں؛ لہٰذا ان بدعتوں سے بھی احتراز لازم ہے۔

(۵) مسور کی دال پکانا: یہ بھی بے ہودہ رسم ہے۔ غرض یہ تمام رسمیں خرافات اور بے اصل ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں؛ لہٰذا ان سب چیزوں سے احتراز لازم ہے، ہماری کامیابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہی مضمر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: **كُلُّ اُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلاَّ مَنْ اَبى، قَالُوْا: وَمَنْ يَّأْبى؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبى** (بخاری شریف ۲/۱۰۸۱، حدیث ۷۲۸۰) یعنی میری امت کا ہر ہر فرد جنت میں داخل ہوگا؛ مگر جو انکار کرے گا اور بات نہیں مانے گا وہ جنت سے دور رہے گا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! انکار کون کرسکتا ہے؟ ارشاد ہوا: جو شخص میری اطاعت و فرماں برداری کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا اس نے گویا انکار کردیا، جس کی وجہ سے وہ جنت سے محروم رہے گا۔

ماہِ مبارک کی تیاری

رمضان کا احترام اور ہماری کوتاہیاں

مولانا امداد الحق بختیار قاسمی

جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد — انڈیا

E-mail: ihbq1982@gmail.com - Mob: +91 9032528208

اللہ تبارک وتعالی نے اس کائنات میں جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں، ان میں سب سے افضل واشرف انسان کو بنایا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ انسان سے بہت محبت رکھتا ہے، وقفہ وقفہ سے ایسے مواقع انسان کو دیتا ہے، جس سے یہ اللہ سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو سکے، اس کی رحمتوں کو سمیٹ سکے اور نعمتوں کا مستحق ہو سکے، اپنی کوتاہیوں کو معاف کرا سکے اور اپنے نامہ اعمال کو پاک وصاف کرا سکے، رمضان المبارک کا مہینہ ان تمام مواقع میں سب سے اعلی حیثیت رکھتا ہے، صرف اس ایک مہینہ میں اللہ تعالی مختلف انداز سے رحمتوں کی برسات کرتا ہے، کبھی سحر کے ثواب کے اعتبار سے، تو کبھی افطار کی فضیلت کے نام پر، کبھی روزوں کے انعام کی شکل میں، تو کبھی تراویح کے اجر کے طور پر، کبھی فرائض کا ثواب ستر گنا بڑھا کر، تو کبھی نوافل کو فرائض کی حیثیت عطا کر کے، کبھی سحر وافطار کے وقت دعا کی قبولیت کا مژدہ سنا کر، تو کبھی ہزاروں کی تعداد میں جہنم سے رہائی کا پروانہ تھما کر۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں رمضان کا کتنا بڑا مقام ومرتبہ ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگانا مشکل نہ ہوگا کہ اس نے اپنے کلام کے نزول کے لیے اسی ماہ کا انتخاب کیا، اس مہینہ کے انتظار میں ایک سال قبل سے ہی جنت کو آنے والے رمضان کے استقبال میں سجانا شروع کر دیا جاتا ہے، نیز اس ماہ کی خوشی اور شادیانے کے طور پر جنت اپنے تمام دروازوں کے ساتھ کھول دی جاتی ہے۔ جب یہ مہینہ آتا ہے تو نہ صرف زمین پر رہنے والے انسانوں کے ماحول میں ایک خوش گوار تبدیلی واقع ہوتی ہے؛ بلکہ آسمان پر بھی اہتمام واحترام اور خوشی ومسرت کا عالم ہوتا ہے، فرشتوں اور جنت کے مکینوں کے درمیان اس مبارک مہینہ کی وجہ سے خوشیوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے اس مقدس اور بابرکت مہینہ کے پیش نظر سرکش شیاطین کو قید کر لیا

جاتا ہے، اسی ماہ کی تیاری کے طور پر جہنم کے تمام دروازے پورے مہینہ کے لیے بند کردیے جاتے ہیں۔

اس طرح ایک پاک وصاف ماحول انسان کو فراہم کیا جاتا ہے، تاکہ وہ اس ایک مہینہ میں ان سب عبادات کی تلافی کرسکے، جو گیارہ مہینہ میں چھوٹ گئیں ہیں، وہ سب حاصل کرسکے جو وہ چاہتا ہے، اپنے بنانے والے کی بارگاہ اور اس کی نظروں میں قربت کا مقام بلند حاصل کرسکے۔ اور دنیا میں آنے کے اپنے مقصد کو بڑی حد تک حاصل کرسکے۔

رسول اللہ کے یہاں رمضان کا اہتمام اور احترام

رمضان المبارک کا مہینہ آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں اس کے استقبال کی تیاریاں اس طرح ہوتیں کہ آپ شعبان کے تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے؛ تاکہ رمضان کے روزوں کا لطف زیادہ سے زیادہ حاصل ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو خوش خبری سناتے کہ ایک مبارک مہینہ آنے والا ہے، پھر اس کے فضائل ومناقب بیان فرماتے، اس کے فوائد ومنافع سے آگاہ فرماتے، اس میں غفلت اور سستی نہ برتنے کی وصیت فرماتے، اس سے محروم رہنے والے لوگوں پر افسوس کا اظہار فرماتے۔

خود کا یہ عالم ہوتا کہ آپ کی تلاوت میں اضافہ ہوجاتا؛ حتی کہ جبرئیل امین کے ساتھ قرآن کا دور ہوتا، آپ کی نمازوں کی کیفیت بدل جاتی، آپ کی سخاوت ہوا کی رفتار سے چلتی اور دریا کی رفتار سے بہتی، کبھی پورے مہینہ کے لیے مسجد میں معتکف ہوجاتے، کبھی بیس (۲۰) دن کے لیے، اخیر عشرہ کا اعتکاف تو آپ نے پوری زندگی بڑے اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔

رمضان المبارک میں آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا، زیادہ سے زیادہ عبادت، تلاوت اور دوسرے کار خیر کی فکر ہمیشہ آپ کے قلب ودماغ پر چھائی رہتی، دعاؤں کا اہتمام بڑھ جاتا، راحت وآرام اور بستر کو الوداع کہہ دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان عبادت وریاضت کا ایک مثالی مہینہ ہوتا تھا۔

رحمتوں کی خدائی بارش اور ہماری غفلت شعاری

ایک طرف تو رمضان کا یہ اہتمام واحترام اللہ اور اس کے رسول کے یہاں ہمیں ملتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ہر گھڑی اہم ہے، ایک ایک ساعت قیمتی ہے، الگ الگ نام اور انداز سے اللہ کی رحمتیں دنیا والوں پر نازل ہوتی ہیں، ہر لمحہ ایسا ہے، جس کا بے صبری سے انتظار کیا جانا چاہیے اور بھر پور

طور پر اس میں موجود بشارتوں اور انعامات کو حاصل کرنے کی جی توڑ کوشش کرنی چاہیے، حتی کہ انسانوں میں اس تعلق سے مسابقے کا جذبہ ہونا چاہیے، ایک دوسرے سے آگے نکل کر زیادہ سے زیادہ اور اچھی سے اچھی عبادت کرنے کے جذبات ہونے چاہیے؛ لیکن افسوس کہ سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے اکثر لوگ نہ صرف یہ کہ ان قیمتی اوقات سے غافل رہتے ہیں؛ بلکہ بعض تو ایسے مبارک لمحات میں بھی نفس اور نفسانی خواہشات کی قید و بند میں جکڑے رہتے ہیں، اپنے آس پاس ایسا ماحول بناتے ہیں کہ کوئی نیکی، کوئی سعادت مندی اور کوئی ثواب ان تک پہنچ بھی نہ سکے، چنانچہ وہ رمضان المبارک میں بھی اپنی بری عادتوں اور اپنے غلط معمول سے باز نہیں آتے، گویا ان کا شیطانی نفس اللہ تعالی کی رحمتوں کے آگے اپنی نفسانی اور شیطانی چھتری تان کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ کہیں کوئی رحمت اس پر پڑ نہ جائے۔ معاذ اللہ!

موبائل اور ٹی وی کا اثر رمضان پر

چنانچہ مرد و خواتین، نوجوان بچے اور بچیوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے، جو رمضان کے مقدس اوقات بھی ٹی وی یا موبائل کی نذر کر دیتے ہیں، اسلامی نام کے بہت سے چینل خاص رمضان میں شروع ہوتے ہیں، جن پر رمضان کی مناسبت سے پروگرام پیش کیے جاتے ہیں، ایک اچھی خاصی تعداد ایسے پروگرام بھی دیکھتی ہے، نیز بعض تو سیریل کی زنجیر میں ایسے پھنسے رہتے ہیں، کہ ایک کے بعد دوسرے پروگرام دیکھنے کے لیے بے تاب رہتے ہیں، نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں بھی موبائل کی لت ان سے نہیں چھوٹتی، وہ کبھی فیس بک پر رہتے ہیں، کبھی واٹس ایپ میں، کبھی ٹویٹر پر، تو کبھی انسٹا گرام پر، نیز کبھی ویڈیو گیم کھیلنے، تو کبھی ریل کا مشاہدہ کرنے میں وقت گزارتے ہیں، اس طرح وہ رمضان کی بے حرمتی کے مرتکب ہوتے ہیں اور بجائے سعادت اور نیکی کے اپنے حصہ میں بد بختی، بد نصیبی اور محرومی جمع کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں، جنہیں بھوک کی شدت کے سوا روزہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۲۱)

رمضان پر تجارت کا اثر

ہمارے بہت سے مسلمان تاجر ایسے ہیں، جن کی تجارت رمضان المبارک میں بہت چلتی ہے، جیسے کپڑے والے، جوتے چپل والے، فروٹ والے اور درزی وغیرہ، حتی کہ بعض کے لیے تو یہ سالانہ سیزن ہوتا ہے، وہ

اپنی سالانہ آمدنی کا بڑا حصہ اسی مہینہ میں کماتے ہیں؛ لہٰذا ان کی توجہ رمضان کی عبادتوں سے زیادہ اپنی تجارت کے فروغ اور زیادہ سے زیادہ تجارت کرنے پر رہتی ہے، حتی کہ بعض تو ایسے بھی ہیں، جو اپنے کاروبار کے چکر میں تراویح نہیں پڑھتے، بعض نوافل کا اہتمام نہیں کرتے، بعض قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتے یا بہت معمولی کرتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے ہیں کہ وہ روزہ سے بھی محروم رہ جاتے ہیں، استغفر اللہ! یہ کیسی محرومی کی بات ہے! کہ رمضان جیسا متبرک مہینہ ایک مسلمان بغیر روزے کے گزارے! آخر ایک ایمان والا اس کی ہمت کیسے کرسکتا ہے!

یہ انتہاء درجے کی بدنصیبی اور محرومی ہے، یہ رمضان المبارک کی بے احترامی اور بے وقعتی ہے، یہ اللہ کے انعام کو ٹھکرانا اور اس سے منہ موڑنا ہے، بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے روزی کمانا بھی شرعی فریضہ ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے؛ لیکن نماز چھوڑ کر، روزے چھوڑ کر اور اللہ تعالی کے احکام کو توڑ کر جو روزی کمائی جائے گی، وہ پیٹ کی بھوک کو تو راحت پہنچا سکتی ہے؛ لیکن دل ودماغ کی تسکین کا باعث نہیں بن سکتی، ایسی تجارت روزی کے ساتھ ساتھ نحوست بھی لائے گی، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی تو یہ صفت بیان کی ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ۔

وہ ایسے لوگ ہیں، جنھیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے، نماز قائم کرنے سے، زکات دینے سے غافل رکھتی ہے، وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں، جس میں دل اور نگاہیں پلٹ جائیں گی۔

بلکہ اللہ کے بندے تو ایسی تجارت کرتے ہیں، جس میں کبھی گھاٹا نہیں ہوتا:

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ۔ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ۔

یقیناً جو لوگ اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، پوشیدہ اور علانیہ طور پر ہمارے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں، جس میں کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ تاکہ اللہ تعالی ان کو پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے؛ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا اور قدردان ہے۔

یقینا دنیا داروں کے لیے بھی رمضان کا مہینہ ایک سیزن ہے، پیسے کمانے، مال بڑھانے اور دنیا جمع

کرنے کا بہترین موقع ہے۔اور اللہ کے نیک اور باتوفیق بندوں کے لیے بھی یہ مہینہ ایک سیزن اور نیکیوں کا موسم بہار ہے،جس میں وہ نیکیوں کا انبار جمع کرتے ہیں،تلاوت،تراویح،روزہ اور دیگر عبادات میں اپنی محنت ومشقت اور اپنا وقت خرچ کر کے ایسی تجارت کرتے ہیں،جس میں تاجر ہمیشہ سرخ رو ہوتا ہے اور بڑے فائدہ کا حق دار بن جاتا ہے۔ایک دنیا کے لیے تجارت ہے اور ایک آخرت کے لیے ہے،دونوں کو نفع ہوتا ہے؛لیکن دونوں میں زمین وآسمان جیسا فرق ہے،جسے اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کردیا ہے:

الْمَالُ وَ الْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ أَمَلًا۔مال واولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔اور جو نیکیاں ہمیشہ رہنے والی ہیں،آپ کے رب کے نزدیک ان کا ثواب بھی بہتر ہوگا اور ان کے ساتھ وابستہ توقع (اور اس کا نتیجہ) بھی اچھا ہوگا۔

جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ کس درجہ محروم اور بدنصیب ہیں،اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے رسول نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا ہے،رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید ہے:**ثلاثٌ مَنْ حَفِظَهُنَّ فَهُوَ وَلِيٌّ حَقاً، وَمَنْ ضَيَّعَهُنَّ عَدُوِّيْ حَقًّا :الصَّلاةُ وَ الصِّيَامُ وَ الْجَنَابَةُ**۔تین چیزوں کی حفاظت جس نے کی،وہ واقعتاً میرا دوست ہے۔اور جس نے انہیں ضائع کیا،وہ درحقیقت میرا دشمن ہے: نماز،روزہ اور جنابت۔(المعجم الاوسط للطبرانی،حدیث نمبر ۱۸۹۶)

بازار بازی اور رمضان

بہت سے لوگ رمضان جیسے سنہرے موقع کو منظم نہیں کرتے،پہلے سے اس کی تیاری نہیں کرتے،رمضان میں پیش آنے والی ضرورتوں کا پہلے سے انتظام نہیں کرتے،عید کے انتظامات بھی قبل از وقت نہیں کرتے،جس کے نتیجہ میں وہ رمضان المبارک کا بڑا حصہ بازار اور خرید وفروخت میں ضائع کردیتے ہیں،سحر وافطار کے سامان کے انتظام میں کافی وقت بازار میں گزارتے ہیں،اور پھر پندرہ رمضان کے بعد تو مساجد کی رونق ماند پڑ جاتی ہے اور بازار کی چمک دمک اور چہل پہل میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ہماری بعض خواتین تو اخیر عشرہ کی راتیں بازار میں ہی گزارتی ہیں،ان کو شب قدر سے زیادہ نئے ڈیزائن کے کپڑوں اور نئے ماڈل کی سینڈلوں کی تلاش رہتی ہے۔جب کہ اخیر عشرہ میں اللہ کی رحمت،عنایت،توجہ اور انوار وبرکات کا نزول پہلے سے زیادہ ہونے لگتا ہے اور اس قیمتی عشرہ کو ہمارا معاشرہ بازار بازی کی نذر کر

دیتا ہے، اللہ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہے اور ہم بازار کی طرف۔ کتنے افسوس کا مقام ہے! کاش ہمارے اندر عقل اور تمیز ہوتی! رمضان کی مقدس ساعات بدترین جگہ میں ہم گزارتے ہیں۔

رمضان کے ناقدروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنبیہ

اس مبارک مہینہ کی ناقدری کرنے والے کو کبھی حضرت جبرئیلؑ نے اس طرح بددعادی : ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوسکی، جس پر آپ انے آمین کہی، کبھی آپ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا : بدبخت ہے وہ شخص جو اس ماہ مبارک میں بھی باران رحمت سے محروم رہا۔ کہیں آپ نے فرمایا: جس کی رمضان میں مغفرت نہ ہوسکی تو پھر کب ہوگی!

رمضان المبارک کے مہینہ میں بھی جو لوگ گناہوں میں ملوث رہتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ کے نبی کی وعید ہے کہ اگلے ایک سال تک فرشتے ان پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ایک روایت میں اللہ کے نبی کا فرمان ہے: میری امت اس وقت تک ذلیل وخوار نہیں ہوسکتی، جب تک وہ روزوں کا اہتمام کرتی رہے۔ کہیں رمضان کے بے قدروں کے بارے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگ بھوکے پیاسے رہیں۔ یعنی اللہ کے یہاں ان کے اس عمل کی کوئی وقعت اور اہمیت نہیں۔

آخری پیغام

لہٰذا رمضان المبارک کے موقع کو ہمیں غنیمت سمجھنا چاہیے، اس کی ایک ایک ساعت اور گھڑی کے ہم قدر کرنے والے بنیں، روزہ، تراویح اور اعتکاف کے ساتھ ساتھ تلاوت اور دیگر عبادتوں کا بہت اہتمام کرنا چاہیے، اس مقدس مہینہ میں ہر طرح کے گناہ سے پرہیز کرنا بیحد ضروری ہے، اپنے آپ کو رمضان کی مخصوص عبادتوں کے لیے زیادہ سے زیادہ فارغ کر لینا چاہیے، تجارت اور کاروبار میں کم سے کم وقت خرچ کرنا چاہیے، خرید وفروخت بالکل محدود کردینی چاہیے، ٹی وی، موبائل اور بازار میں وقت گزارنے سے بالکل دور رہیں؛ تاکہ رمضان کی رحمتیں، برکتیں اور نیکیاں زیادہ سے زیادہ حاصل کرسکیں۔ اور خدا نخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم رمضان کے محروم لوگوں میں شامل ہوجائیں، بجائے سعادت مندی کے بدبختی ہمارے ہاتھ آئے، بجائے رحمت الٰہی کے فرشتوں کی لعنت ہم پر برسیں اور نہ جانے ان سب کی تلافی کے لیے اگلا رمضان ملے یا نہ ملے!

علمی تحقیق

گذشتہ سے پیوستہ

قرآن کریم کے سات حروف

مراد اور مفہوم

مولانا محمد معاویہ سعدی
استاذ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

گذشتہ صفحات میں ''سبعۃ أحرف'' کی مراد اور مصداق سے متعلق علماء کے تین اقوال پیش کیے گئے، اور ہر ایک کے تحت وہ وجہ بھی بیان کردی گئی جس کی بناء پر مذکورہ قول، محققین کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہوسکا، بالخصوص بعض حضرات کا یہ قول کہ ''اِس سے قراءتِ سبعہ کی قراءتیں مراد ہیں''، اِس قول کے وہن اور ضعف کو نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ پیش کیا جاچکا۔

آئندہ سطور میں مسئلہ سے متعلق تین اہم اقوال اور پیش کر کے پھر ان شاء اللہ تعالی قولِ راجح کے طور پر ''سابع'' (ساتواں) قول ذکر کیا جائے گا۔

(۴) چوتھا قول حافظ ابن جریر طبریؒ وغیرہ کا ہے کہ ''سات حروف'' سے مراد قبائلِ عرب کی سات لغات ہیں، تاکہ ہر قبیلہ آسانی کے ساتھ اپنی لغت کے مطابق قرآن کریم پڑھ سکے، اسی کو امام بیہقی اور ابہری نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن بہت سے محققین مثلاً ابن عبدالبرؒ، علامہ سیوطیؒ اور علامہ ابن الجزریؒ وغیرہ نے اس قول کی بھی تردید کی ہے، اس لیے کہ عرب کے قبائل تو بہت سے ہیں، ان میں سے صرف سات کے انتخاب کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ اور ہشامؓ کے درمیان اختلاف ہوا تھا، حالانکہ دونوں قرشی تھے۔

اِن دونوں اعتراض کا جواب اگرچہ دیا گیا ہے: پہلے کا تو یہ کہ سات اہم اور مشہور قبائل کی لغات مراد ہیں، اور وجہِ ترجیح ان کی وسعت، اہمیت اور شہرت ہوسکتی ہے۔ اور دوسرے کا یہ کہ حضرت عمرؓ اور ہشامؓ اگرچہ دونوں قرشی ضرور ہیں، لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ ہشام کی تربیت دوسرے قبیلے میں ہوئی ہو اور انھوں نے ان کی زبان سیکھ لی ہو، جیسا کہ عربوں کی عام عادت تھی (''غیث النفع''، للمقری علی النوری الصفاقسیؒ)۔

لیکن اِس جواب کے باوجود مذکورہ قول میں چند پہلو بہر حال تشنہ رہ جاتے ہیں:

۱— : وہ سات لغات پر مشتمل قراءات گئیں کہاں؟ حالانکہ باری تعالی کے فرمان: **إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون** کے تحت ان کو بھی محفوظ رہنا چاہیے تھا۔ اگر چہ اِس کا جواب اِن حضرات نے یہ دیا ہے کہ اُمت پر تسہیل کے لیے ان قراءات کی اجازت دی گئی تھی، پھر جب حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اختلافات زیادہ ہونے لگے تو حضرتؓ نے سب کو ایک قراءت پر جمع کر دیا، اور باقی قراءات ضائع ہوگئیں، مگر علماء نے اِس جواب کو قبول نہیں فرمایا کہ جو چیز اتنے اہتمام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست اورخواہش پر اتاری گئی ہو، اور اللہ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو، صحابہؓ اَز خود اُس کو منسوخ کیسے فرما سکتے ہیں؟! اور وہ ضائع کیسے ہوسکتی ہے؟!۔

۲— سات لغات کی عملی صورت کیا ہوگی؟۔

۳— تیسرے یہ کہ امام طحاویؒ کے بقول یہ دعوی قرآنی ارشاد: **وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه** کے ظاہر کے بھی خلاف ہے۔

(۵) پانچواں قول حضرت اقدس گنگوہیؒ کا ہے کہ حدیث: **"أنزل القرآن على سبعة أحرف"** میں "نزول" سے مراد یہ ہے کہ قرآن اصلاً تو نازل ہوا تھا صرف ایک لغت (یعنی لغتِ قریش) پر، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر اُس کو مزید چھ حروف پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی، لہٰذا اَب وہ اُن حروف (لغات) کے ساتھ بھی اَحکام کے لحاظ سے ایسا ہی ہو گیا جیسے اُن ہی کے ساتھ نازل ہوا ہو۔ اور اِس سے "قراءاتِ سبعہ" مراد نہیں ہیں، بلکہ یہ قراءات تو لغتِ واحدہ ہیں، اور ایک ہی لغت کے الفاظِ مختلفہ میں کیا تیسیر ہوسکتی ہے! جب کہ مقصود اس سے تیسیر ہی ہے۔ (لامع ۳/ ۲۵۳، والدر المنضود ۲/ ۶۱۸)۔

اس قول کی تائید حضرت عثمانؓ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے فرمایا تھا کہ: **إذا اختلفتم أنتم في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فإنما نزل بلسانهم** (بخاری ۳۵۰۶، وترمذی ۳۱۰۴)۔

(۶) حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ قول کی تائید امام طحاویؒ کے مذہب سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ امامِ طحاویؒ فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم نازل تو لغتِ قریش پر ہوا، لیکن ہر ایک کو اجازت تھی کہ وہ اپنی علاقائی

زبان کے مطابق مرادف الفاظ کے ساتھ تلاوت کرلے،لیکن یہ مرادِف الفاظ بھی حضور نے متعین فرمائے تھے۔جیسا کہ حدیثِ عمرؓ اور ہشامؓ سے واضح ہے، کہ ان میں سے ہرایک نے کہا ''أقرأنيها النبي صلى الله عليه وسلم'' اوراس سے یہ مراد نہیں کہ ہرکلمہ میں علی الاطلاق سات مرادفات کی اجازت ہے، بلکہ مطلب یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ جتنے مرادفات استعمال کیے جاسکتے ہیں ان کی تعداد سات ہے۔

''سبعة أحرف'' سے ''سات مرادفات'' مراد ہیں، اِس کے لیے امام طحاویؒ اوران کے متبعین دلیل میں حضرت ابوبکرہؓ کی وہ روایت پیش کرتے ہیں جومسند احمد ۲۰۵۱۴ کےحوالے سے پہلے گذرچکی ہے کہ:

> حضرت جبریلؑ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ: قرآن کوایک ہی حرف پر پڑھناہے(یعنی جس طرح نازل ہواہے بس اسی طرح پڑھناہے)،اِس پر میکائیلؑ نے مشورہ دیا کہ اِس پراضافہ کروائیے،آپؐ اُن کے مشورے سے اضافہ کرواتے رہے، یہاں تک کہ سات حروف تک کی اجازت مل گئی۔اس کے آخر میں ہے کہ جبریلؑ نے عرض کیا: ٹھیک ہے،ان میں سے ہرایک حرف کافی اورشافی ہوجائے گا تاوقتیکہ آپؐ عذاب کی آیت کورحمت سے، یارحمت کی آیت کوعذاب سے مخلوط نہ کریں،لہٰذا ''تعالَ'' (آؤ)، ''أقبِل'' (آؤ)، ''ہلُمَّ'' (آؤ)، ''اِذہب'' (جاؤ)، ''أسرِع'' (جلدی کرو)،اور ''عجِّل'' (جلدی کرو) جیسے الفاظ میں مترادفات کااستعمال کرسکتے ہیں ۔

اِسی طرح سنن ابوداود ۱۴۷۷ کے حوالے سے حضرت اُبیؓ کی یہ روایت گذرچکی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:مثلاً ''عزيزاً حكيماً'' کی جگہ پر ''سميعاً عليماً'' وغیرہ پڑھ سکتے ہو، ہاں آیتِ عذاب : آیتِ رحمت سے، یا آیتِ رحمت : آیتِ عذاب سے خلط ملط نہ ہونے پائے''۔

پھرمرادفات کے استعمال کی یہ اجازت صرف اسلام کے ابتدائی دور میں تھی، جب اہل عرب لغتِ قرآنی کے عادی ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے والے رمضان میں حضرت جبریل سے آخری دور کیا، جسے عرضۂ اخیرہ کہا جاتا ہے،اس موقع پر یہ اجازت ختم کردی گئی، گویا ''سات حروف'' پر نازل ہونے کا مطلب یہ تھا کہ اسے ایک مخصوص زمانے تک سات حروف پر پڑھا جاسکے گا،اس کے بعد یہ گنجائش منسوخ ہوجائے گی۔

مگر اِن دونوں ہی اقوال میں یہ تردد ہے کہ ایک تواس میں ''أنزل القرآن' کی ایسی توجیہ کرنی پڑتی ہے جو ''هكذا أنزلت'' کے ظاہر کے خلاف ہے۔دوسرے یہ کہ اس میں مروجہ ''قراءاتِ سبعہ''، و''عشرہ''

کی حیثیت واضح نہیں ہو پاتی کہ اِن کا وجود کہاں سے ہو گیا؟۔

(۷) ”سبعۃ اَحرف“ کی راجح ترین تشریح:

مسئلہ سے متعلق راجح ترین قول اور حدیث کی بہترین تشریح یہ ہے کہ ”سات حروف“ سے مراد: اختلافِ قراءات کی سات نوعیتیں ہیں، چنانچہ قراءتیں تو اگرچہ سات سے زائد ہیں، لیکن قراءتوں میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ سات اقسام میں منحصر ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق یہ قول متقدمین میں سے سب سے پہلے امام مالک (ت ۱۷۹ھ) کے یہاں ملتا ہے، پھر امام ابن قتیبہ (ت ۲۷۶)، امام ابوالفضل رازی (ت ۴۵۴)، قاضی ابوبکر باقلانی (ت ۴۰۳) اور محقق ابن الجزری (ت ۸۳۳) رحمہم اللہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے، اگرچہ سات نوعیتوں کی تعیین میں ان حضرات کے اقوال میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے، اس لیے کہ ہر ایک نے قراءات کا استقراء اپنے طور پر کیا ہے، مگر نفسِ مسئلہ میں سب متفق ہیں، ان میں امام ابوالفضل رازیؒ جو تجوید و قراءت کے بڑے ائمہ میں سے ہیں، اور ابوبکر بن مجاہدؒ کے اخص الخواص تلامذہ میں سے ہیں، اور جن کا شمار خطیب بغدادیؒ وغیرہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے، اُن کا استقراء سب سے زیادہ منضبط، مستحکم اور جامع ومانع ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرأت کا اختلاف سات اَقسام میں منحصر ہے:

۱ــ :اسماء کا اختلاف: جس میں اِفراد، تثنیہ وجمع، اور تذکیر وتانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے، جیسے: وتمت کلمۃ ربک کو ”کلمات ربک“ بھی پڑھا گیا ہے۔

۲ــ :افعال کا اختلاف: کہ کسی قرأت میں صیغہ ماضی ہو، کسی میں مضارع، کسی میں امر، یا کسی میں کسی باب سے ہو، کسی میں دوسرے باب سے، جیسے: ربنا باعِدْ بین أسفارنا، اور ایک قرأت میں: ”ربنا بَعِّدْ بین أسفارنا۔

۳ــ :وجوہِ اعراب کا اختلاف: جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں، جیسے: لا یُضارَّ کاتب اور ”لا یضارُّ کاتب۔

۴ــ :الفاظ کی کمی زیادتی کا اختلاف: کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ کم، اور دوسری میں زیادہ ہو، جیسے: ایک قرأت میں وما خلق الذکر والأنثی اور ایک قرأت میں ”وما خلق“ نہیں ہے۔

۵ــ :تقدیم وتاخیر کا اختلاف: کہ ایک قرأت میں کوئی لفظ مقدم ہے، اور دوسری میں مؤخر،

جیسے :وجاءت سکرۃ الموت بالحق اور وجاءت سکرۃ الحق بالموت۔

۶— : بدلیت کا اختلاف: کہ ایک قرأت میں ایک لفظ ہے، اور دوسری قرأت میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے، مثلا :نَنْشُرُها (بالراء) اور نُنْشِزُھا (بالزای)، نیز فتبَیَّنُوا اور فتَثَبَّتُوا، وطَلْحٍ اور "طَلْعٍ"۔

۷— : لہجوں کا اختلاف، جس میں تفخیم، ترقیق، اِمالہ، قصر، مد، ہمز، اظہار وادغام وغیرہ کے اختلافات شامل ہیں، جیسے : موسی، موسیٰ کی طرح۔

اِس قول کے دلائل:

۱— ﴿إنا نحن نزّلنا الذکر و إنا له لحافظون۔ اِس آیت میں صراحت ہے کہ جو آیتِ قرآنی خود اللہ تعالی نے منسوخ نہ فرمائی ہو وہ قیامت تک باقی رہے گی، دوسری طرف وہ احادیث ہیں جن میں تصریح ہے کہ قرآن کے ساتوں حروف منزّل من اللہ تھے۔ اس لیے مذکورہ آیت کا واضح تقاضا یہی ہے کہ وہ ساتوں حروف قیامت تک محفوظ رہیں۔

۲— "سبعۃ أحرف" کی تشریح میں "اختلافِ قراءات کی سات نوعیتوں" کے اِس قول کو اختیار کرنے میں: نہ تو "أنزل القرآن" کی خلافِ ظاہر توجیہ کرنی پڑے گی۔ نہ ہی "حفاظتِ قرآن" کے وعدے پر کوئی آنچ آئے گی۔ نہ دعویٔ نسخ کرنا پڑے گا۔ نہ ساتوں قراءات کے بارے میں یہ سؤال پیدا ہوگا کہ وہ گئیں کہاں؟ اور نہ قرآنی اِرشاد :وما أرسلنا من رسول إلا بلسان قومه کی ظاہری مخالفت کا اعتراض وارِد ہوگا۔ اور نہ ہی مروجہ "قراءاتِ سبعہ"، و"عشرہ" کی حیثیت زیر بحث آئے گی کہ اِن کا وجود کہاں سے ہو گیا؟۔ اِس لیے کہ یہ تمام پہلو اُن سات "نوعیتوں" میں سما سکتے ہیں۔

۳— حضرت عَبیدہ سلمانیؒ جو مشہور تابعی ہیں، اُن سے مروی ہے :القراءۃ التي عُرضت علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم في العام الذي قُبض فیه ھذہ القراءۃ التي یقرؤھا الناسُ التي جمعَ عثمانُ الناسَ علیھا (جو قراءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی وفات کے سال پیش کی گئی تھی یہ وہ ہی قراءت ہے جس پر حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جمع فرمایا ہے)۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۰۹۲۲، والمدخل للبیہقی ۲/ ۵۰۱، والدر المنثور ۱/ ۲۵۸)۔

حضرت عبیدہ کا یہ قول اس بات پر بالکل صریح ہے کہ حضرت عثمان نے ان حروف میں سے کوئی

نہیں چھوڑا جو عرضۂ اخیرہ کے وقت باقی تھے۔

علامہ ابن سعد نے علامہ ابن سیرین کا یہ قول نقل فرمایا ہے: ”**كان جبريل يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم كل عام مرة في رمضان، فلما كان العام الذي توفي فيه عرضه عليه مرتين، قال محمد: فأنا أرجو أن تكون قراءتنا العرضة الأخيرة**“ (طبقاتِ ابن سعد ۲/۱۵۰)۔

حضرت عامر شعبیؒ بھی مشہور تابعی ہیں، انھوں نے پانچ سو صحابہ سے استفادہ کیا ہے، علامہ ابن الجزریؒ نے ان سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔

یہ تینوں حضرات تابعی ہیں اور حضرت عثمانؓ کا زمانہ پائے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کا قول اس باب میں قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات بھی بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ”حروفِ سبعہ“ کا جتنا حصہ عرضۂ اخیرہ کے وقت باقی رہ گیا تھا، وہ سارا کا سارا عثمانی مصاحف میں محفوظ کرلیا گیا، اور وہ آج تک محفوظ چلا آرہا ہے، نہ اس کو کسی نے منسوخ کیا اور نہ اس کی قراءت ممنوع قرار دی گئی، لہٰذا اس کی تطبیق کی سب سے واضح شکل وہی ہے جس کو امام ابوالفضل رازیؒ وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے۔

خلاصہ بحث:

(۱) اُمت کی آسانی کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے یہ درخواست کی کہ قرآن کریم کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دے دی جائے، چنانچہ قرآنِ کریم کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی۔

(۲) سات حروف پر نازل کرنے کا راجح ترین مطلب یہ ہے کہ اس کی قرأت میں سات نوعیتوں کے اختلاف رکھے گئے ہیں، جن کے تحت بہت سی قراءتیں وجود میں آگئیں۔

(۳) شروع شروع میں ان سات وجوہِ اختلاف میں سے اختلافِ الفاظ ومترادفات کی قسم بہت عام تھی، یعنی ایسا بکثرت تھا کہ ایک قرأت میں ایک لفظ ہوتا تھا، اور دوسری قرأت میں اس کا ہم معنی کوئی دوسرا لفظ، لیکن رفتہ رفتہ جب اہل عرب قرآنی زبان سے پوری طرح مانوس ہوگئے تو یہ قسم کم ہوتی گئی، یہاں تک کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے والے رمضان میں حضرت جبریلؑ کے ساتھ قرآن کریم کا

آخری دور کیا جسے اصطلاح میں ”عرضۂ اخیرہ“ کہتے ہیں تو اس میں اس قسم کے اختلافات کافی کم کر دیے گئے۔

(۴) جتنے اختلافات عرضہ اخیرہ کے وقت باقی رہ گئے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سب کو اپنے مصاحف میں اس طرح جمع فرما دیا کہ ان کو نقطوں اور حرکات سے خالی رکھا، لہذا قراءتوں کے بیشتر اختلافات اس میں سما گئے اور جو قراءتیں اس طرح ایک مصحف میں نہیں سما سکیں انھیں دوسرے مصاحف میں ظاہر کر دیا، اسی بنا پر عثمانی مصاحف میں کہیں کہیں ایک ایک دو دو لفظ کا اختلاف پیدا ہوا۔

(۵) حضرت عثمانؓ نے اس طرح سات مصاحف لکھوائے اور ان میں سورتوں کو بھی مرتب فرما دیا، جب کہ حضرت ابوبکرؓ کے مصاحف میں سورتیں غیر مرتب تھیں، نیز قرآن کریم کے لیے ایک رسم الخط متعین کر دیا۔

(٦) ہر وہ قراءت جس میں تین شرطیں پائی جائیں : ایک یہ کہ مصاحفِ عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو، دوسرے عربی صرف ونحو کے قواعد کے مطابق ہوں، تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو، وہ قراءت سبعۃ أحرف میں داخل ہے، اور قراءتِ صحیحہ کی مصداق ہے۔

(۷) قراءاتِ سبعہ مشہورہ سبعۃ أحرف کا خصوصی مصداق نہیں، بلکہ اس کے عمومی مصداق کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ قراءاتِ سبعہ میں جو کچھ اختلافات ہیں وہ ان ہی ”سبعۃ أحرف“ کے دائرے میں ہیں، لیکن ”سبعۃ أحرف“ کے تحت جتنے اختلافات آتے تھے وہ سب قراءاتِ سبعہ میں آ گئے ہوں، ایسا نہیں ہے، جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ:

”... مطلب یہ ہے کہ سات قراءتیں اور سات حروف ایک چیز نہیں، جیسا کہ بادیٔ النظر میں سات کے لفظ سے وہم ہوتا ہے، بلکہ ان حروف اور سات قراءتوں میں عموم وخصوص من وجہٍ کی نسبت ہے، اور یہ دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ قراءتیں سات میں منحصر نہیں“ (فیض الباری ۱: ۳۲۲) ۔

آخر میں میں اپنے اُن طلبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں (بالخصوص مولوی عبد الکریم مہاراشٹری فلاحی سلمہ) جن کے تعاون سے یہ گنجلک بحث قابو میں آسکی، اللہ تعالیٰ اُنھیں بھی اور مجھے بھی علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق سے مالا مال فرمائے، اور خدمتِ دین کے لیے قبول فرمائے۔

وصلی اللہ وبارک وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین.

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں

مظاہر علوم سہارنپور کی جانب سے ملک کے بیشتر علاقوں میں سفراء حضرات فراہمیٔ مالیات کا کام کررہے ہیں، یہ سفراء حضرات تقریباً سال کے اکثر حصہ میں اپنے حلقہ میں پہنچ کر فرائض منصبی انجام دیتے ہیں اور معاونین مدرسہ کے عطیات ان کی خواہش کے مطابق دینی مصرف پر خرچ کرنے کے لیے مدرسہ میں لاکر جمع کرتے ہیں۔

ماہ رمضان کے مبارک مہینے میں خیر اور طاعات کی جانب لوگوں کا رجحان زیادہ ہوتا ہے اسی لئے امت کے اکثر حضرات اسی ماہ میں زکوٰۃ، صدقات اور مدارس کے تعاون کی طرف راغب ہوتے ہیں، اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ مظاہر علوم کی جانب سے ملک کے مختلف حلقوں میں جو سفرائے کرام سفر کرتے ہیں ان کی فہرست اور ان کا رابطہ نمبر شائع کردیا جائے تاکہ خیر کے متلاشی حضرات کے لئے سہولت ہو۔

نوٹ: واضح رہے کہ تمام سفراء کرام مدرسہ کے تنخواہ دار ملازم ہیں، کمیشن پر ادارہ ہرگز کام نہیں کراتا اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتا ہے۔

جن حضرات اہل خیر کی خدمات میں ہمارے مدرسہ کے نمائندے کسی وجہ سے نہ پہونچ سکیں اور وہ مدرسہ مظاہر علوم کا تعاون کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے بینک اکاؤنٹس کی تفصیلات درج کی جارہی ہیں

بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات

BANK NAME	A/C No.	IFSC CODE
BANK OF INDIA	781020100102182	BKID0007810
BANK OF BARODA	00810200000029	BARB0MOREGA
IOBA	043402000001333	IOBA0000434
CANARA BANK	1627201001761	CNRB0001627

گذارش: رقم ٹرانسفر کرنے کے بعد فون نمبر 7895317737 — 7895886868 پر ضرور اطلاع کریں تاکہ بروقت معطی کو مدرسہ کی رسید بھیجی جاسکے۔

نقشہ حلقہ جات سفراء کرام مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نمبر شمار	اسماء گرامی سفراء کرام	علاقــــــــــــه
۱	حافظ انیس الدین صاحب 9211314978	شہر دہلی قدیم وجدید
۲	مولانا محب الرحمن صاحب قاسمی 9427326469	احمد آباد، بناس کانٹھا، سابر کانٹھا، مہسانہ، کچھ، بھوج (گجرات)
۳	مولانا فاروق اعظم صاحب قاسمی 9407555569	مالی گاؤں، جلگاؤں، دھلیہ، آکولہ، امراوتی، بھوپال، ناگپور
۴	مولانا نسیم الدین صاحب مظاہری 9149135367	بنارس، اعظم گڈھ، مئو، جونپور، الہ آباد، مغل سرائے، مرزاپور، غازی پور
۵	مولانا مسیح اللہ مظاہری صاحب 8193925616	کانپور، باندہ، جھانسی، قنوج، فرخ آباد، اناؤ، لکھنؤ، فتح پور
۶	مولانا محمد اسرار صاحب مظاہری 9997862244	شہر بمبئی
۷	مولانا محمد ہارون صاحب مظاہری 8979202800	مرادآباد، رامپور، ہردوئی، بریلی، بہرائچ، شاہ جہانپور، سیتاپور، پرتاپ گڈھ
۸	مولانا مظفر عالم صاحب مظاہری 9714710768	بھروچ، سورت، بلساڑ، نوساری، گجرات
۹	مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری 9359209995-7017301611	آگرہ، علی گڈھ، فیروزآباد، متھرا، فریدآباد
۱۰	مولانا محسن عالم صاحب مظاہری 9404729668	پونہ، ستارہ، کراڈ، کولہاپور، بیل گام، گوا، رتنا گری، شولاپور (مہاراشٹر)
۱۱	مولانا محمد اشرف صاحب مظاہری 9557857749	بلندشہر، سکندرآباد، خورجہ، ایٹہ، مین پوری، بدایوں
۱۲	مولانا رفیق احمد صاحب مظاہری 9829438013	اجمیر، ناگور، اودے پور، جودھپور، بیکانیر، مکرانہ، سیکر، فتح پور (راجستھان)
۱۳	مولانا ارشاد احمد صاحب قاسمی 9908996963	حیدرآباد، سکندرآباد، محبوب نگر، گلبرگہ، نیلور، ورنگل، چتور، گنٹور (اے پی)

۱۴	منشی محمد یوسف صاحب 6398564536	سر دھنہ، موانہ، باغپت، بڑوت، کھتولی، مظفر نگر
۱۵	حافظ ناصر صاحب 9411295655	جمنا نگر، پانی پت، کاندھلہ، کیرانہ، شاملی وغیرہ
۱۶	مولانا قطب الدین صاحب مظاہری 7417371108	میرٹھ و تحصیل میرٹھ، اورنگ آباد، لاتور، جالنہ، پربھنی، ہنگولی، ناندیڑ، عثمان آباد وغیرہ
۱۷	مولوی طارق انور صاحب 7033069145	بڑودہ، پنچ محل، کھیڑہ، کاٹھیاواڑ، گودھرا (گجرات)
۱۸	حافظ مشرف علی صاحب 8859606183	بھیونڈی، واطراف بمبئی
۱۹	مولانا محمد مسلم صاحب مظاہری 93127221460	جعفر آباد، سیلم پور، لکشمی نگر، غازی آباد، اطراف دہلی، مصطفی آباد
۲۰	مولانا محمد امتیاز صاحب مظاہری 9449363177	شہر بنگلور، کرناٹک
۲۱	مولانا پرویز مظاہری صاحب 9509690294	گنگانگر، کوٹہ بوندی، ٹونک، سوائی مادھوپور، جے پور (راجستھان)
۲۲	حافظ عطاء اللہ قمر صاحب 9917102626	روڑکی، ہری دوار، دہرہ دون (اتراکھنڈ) ہلدوانی، نینی تال، الموڑہ، باگیشوری، جیون گڑھ
۲۳	حافظ محمد عرفان صاحب 8393059963	قصبہ سرساوہ، چلکانہ، بہٹ وغیرہ، سہارنپور
۲۴	مولانا نور عالم صاحب قاسمی 9837650686	ترکمان گیٹ، اطراف جامع مسجد، نظام الدین، اوکھلا، حوض رانی سنگم وہار، مہرولی، گڑگاواں وغیرہ
۲۵	مولانا نیر عالم صاحب مظاہری 6200113817	چھتیس گڈھ و مدھیہ پردیش
۲۶	سید قاری عبد الرحمان صاحب 9756124970	گنگوہ، بجنور، مالیر کوٹلہ، بستی، گورکھپور
۲۷	مولانا محمد جنید مظاہری صاحب 8630026280	مدراس، تاملناڈو
۲۸	مولانا محمد صادق صاحب مظاہری 6200780540	کلکتہ، بنگال اور بہار
۲۹	مولانا منصور عالم صاحب مظاہری 9619716892	شہر کلکتہ (ویسٹ بنگال

۳۰	مولانا مسرورعالم صاحب مظاہری 6396265022	بہاروجھارکھنڈ
۳۱	مولانا مرسلین صاحب مظاہری 9837886465	رائے چوٹی (اے پی) کیرالہ
۳۲	مولانا قمرالہدیٰ صاحب مظاہری 9763385537	ضلع تھانہ وپال گھر (ممبئی)
۳۳	مولانا عبدالرزاق صاحب مظاہری 9720367537	شہر دہلی قدیم وجدید
۳۴	مولانا عبدالواحد صاحب مظاہری 9997311284	کرناٹک
۳۵	حافظ محمد محسن صاحب سہارنپوری 9897791628	شہر سہارنپور
۳۶	مولانا عبدالواجد صاحب مظاہری 8650932618	سہارنپور واطراف
۳۷	قاری ممتاز احمد مظاہری 8445450842	امیٹھی، اوریا، بلیا، بلرامپور، گونڈہ، کشی نگر، لکھیم پور، کاس گنج، پیلی بھیت، سدھارتھ نگر وغیرہ

فضلائے مدارس متوجہ ہوں

ماہنامہ مظاہرعلوم ایک دینی ودعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ فضلائے مدارس دعوت وتبلیغ اوراشاعت اسلام کے لئے تحریر وقلم کے فن سے واقف ہوں لہٰذا فضلائے مظاہرعلوم سے بالخصوص اورتمام فضلائے مدارس سے عموماً گذارش ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی دینی، دعوتی، اصلاحی اورمعلوماتی تحریریں دفتر ماہنامہ مظاہرعلوم کوارسال فرمائیں Email: jamiamazahir@gmail.com

فتاوی مظاہر علوم

مفتی بشیر احمد سہارنپوری
نائب مفتی دار الافتاء مظاہر علوم سہارنپور

”ولا الضالین“ کیسے پڑھیں اور غلط پڑھنے کا حکم:

”ولا الضالین“ ضاد کے ساتھ ہے، ”ضاد“ کی ادائیگی ہمیشہ سے ایک معرکۃ الآراء مسئلہ رہی ہے، اس کی درست ادائیگی مشق چاہتی ہے، مشق نہ ہونے کے سبب کوئی اس کو ”ظاء“ پڑھتا ہے، کوئی ”دال“ اور کچھ دال کو ذرا موٹا کر دیتے ہیں، جبکہ یہ ان سے علیحدہ حرف ہے اور اس کا مخرج مستقل ہے، البتہ اداء کرتے وقت اس میں ”ظاء“ کی بو اور مشابہت پیدا ہوگی، لہذا اس کو اس کے مخرج سے اداء کرنے کی کوشش اور مشق ہر شخص پر ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

اور نماز کے فساد و عدم فساد کا حکم یہ ہے کہ:

(الف) اگر ”ضاد“ کو ”ضاد“ پڑھنے کی کوشش کی جائے تو بہر صورت نماز ہو جائے گی، خواہ ضاد صحیح ادا ہو جائے یا کوئی دوسرا لفظ زبان سے نکل جائے، اور خواہ یہ پڑھنے والا اہل علم میں سے ہو یا عوام میں سے، نیز معنی میں تغیر ہو یا نہ ہو۔

(ب) اگر ”ضاد“ کی ادائیگی میں لاپرواہی برتی جائے یعنی اس کو اداء کرتے وقت یہ سوچ لیا جائے کہ کوئی سا بھی لفظ اداء ہو جائے کوئی پرواہ نہیں اور پھر ضاد اداء نہ ہو، یا قصداً اس کی جگہ ”ظاء“ یا ”دال“ وغیرہ پڑھا جائے تو پھر ایسی صورت میں معنی میں تغیر فاحش ہو جانے کے وقت نماز فاسد ہو جائے گی، خواہ یہ شخص اہل علم میں سے ہو یا کوئی عام شخص ہو۔

اس تفصیل کی روشنی میں ”ولا الضالین“ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو ضاد سے پڑھنے کی کوشش کی، جیسا کہ عموماً عوام و خواص سب کی یہی نیت ہوتی ہے تو بہر صورت نماز ہو جائے گی، اور اگر لاپرواہی میں قصداً

''ظاء یا ذال یا زاء'' کے ساتھ اس کو پڑھا تو بھی نماز ہوجائے گی کیونکہ ان صورتوں میں معنی میں تغیر فاحش نہیں ہوتا اور اگر دال کے ساتھ پڑھا تو معنی میں تغیر فاحش ہوجانے کے سبب نماز فاسد ہوجائے گی: ومن لایحسن بعض الحروف ینبغی ان یجھد ولایعذر فی ذلک (ھندیہ ۱/۷۴) ان تعمد ذلک تفسد وان جری علی لسانہ او لایعرف التمیز لاتفسد وھو المختار حلیۃ وفی البزازیۃ وھو اعدل الاقاویل (شامی ۲/۳۹۶) وکذا لو قرأ غیر المغظوب بالظاء او بالذال تفسد صلوتہ ولو قرأ الظالین بالظاء او بالذال لاتفسد صلوتہ ولو قرأ الدالین بالدال تفسد صلوتہ (قاضیخان علی ھامش الھندیۃ ۱۴۳/۴) ولو قرأ الضالین بالظاء او الذال لایفسد والمغضوب بالزاء یفسد ولا الضالین بالزاء لایفسد (خلاصۃ الفتاوی ۱/۱۰۶-۱۰۷) نیز ملاحظہ ہو: (کفایۃ المفتی ۲/۱۳۲-۱۳۸) (امداد الفتاوی ۱/ ۲۶۵-۲۸۵) (جواہر الفقہ ۳/۳۶)۔

طویل عرصہ میاں بیوی کے دور رہنے کی وجہ سے طلاق کا حکم:

طلاق کے وقوع کے لئے تلفظ ضروری ہے جب تک زبان سے تلفظ نہ ہو یا تحریر نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی اس لئے میاں بیوی خواہ کتنے ہی عرصہ ایک دوسرے سے دور رہے ہوں محض اس دوری کی وجہ سے ان کے درمیان طلاق واقع نہیں ہوگی تاوقتیکہ لفظاً یا تحریراً طلاق نہ دی جائے: واما الطلاق والعتاق فلایقعان بالنیۃ بل لابد من التلفظ (الاشباہ والنظائر ص ۸۹)

نکاح سے قبل مخطوبہ سے گفتگو یا ملاقات کا حکم:

جب تک نکاح نہ ہو لڑکا ولڑکی بدستور ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوتے ہیں لہذا ان کا محض رشتہ طے ہونے کی بنا پر ایک دوسرے سے براہ راست یا بذریعہ فون گفتگو کرنا یا تنہائی میں ملنا جائز نہیں ہے اور پہلے ہی کی طرح اس سے اجتناب ضروری ہے ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے: ولایکلم الاجنبیۃ الا عجوزا عطست اوسلمت فیشمتھا ویرد السلام علیھا والا لا انتھی۔ (درمختار و شامی جلد ۵/ ۲۳۶)

سودی رقم رشوت میں دینے کا حکم:

سودی رقم کا حکم یہ ہے کہ اس کو اصل مالک کو لوٹایا جائے یہ ممکن نہ ہو تو پھر غرباء کو دفع وبال کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے اس کا کوئی تیسرا مصرف نہیں ہے رشوت کی صورت میں چونکہ سودی رقم رشوت لینے

والی کی جیب میں جاتی ہے اس رقم کے متعینہ مصارف میں صرف نہیں ہوتی اس لئے رشوت میں رقم دینا جائز نہیں ہے اور ایسا کرنے سے ذمہ بری نہیں ہوگا: لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبہ۔ (شامی نعمانیہ ۵/۲۴۷)

کیپ کی مہندی لگانے کا حکم:

آج کل بازار میں کیپ کی مہندی دستیاب ہے جس کو ہاتھوں پیروں پر لگانے کے بعد پرت اترتی ہے چونکہ یہ پرت مہین ہونے کی وجہ سے پانی کے جسم تک پہنچنے میں مانع نہیں ہوتی اس لئے اس مہندی کے لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے لگے ہوئے ہونے کی صورت میں وضو یا غسل ہوجائے گا: والثالث زوال مایمنع وصول الماء الی الجسد لجرمہ الحائل کشمع وشحم قید بہ لان بقاء دسومۃ الزیت ونحوہ لایمنع لعدم الحائل۔ (مراقی وطحطاوی، ص:۳۴)

شوگر اور کرونا کے مریض کے لئے روزہ کا حکم

شوگر کی بیماری کے مختلف درجات ہوتے ہیں، اور ہر درجہ کی شوگر ہر مریض کے لئے روزہ میں مضر نہیں ہوتی، بلکہ بعض شوگر کے مریضوں کے لئے روزہ مفید ثابت ہوتا ہے، اس لئے مطلقاً شوگر کے مرض کی وجہ سے روزہ کا ترک جائز نہیں، بلکہ صرف اس شوگر کے مریض کے لئے روزہ کا ترک جائز ہے جس کے لئے ماہر تجربہ کار مسلمان دین دار ڈاکٹر یا طبیب کی رائے کے مطابق روزہ رکھنا مضر ہو۔

یہی حکم کرونا میں مبتلا شخص کا ہے، اگر اس کے لئے روزہ مضر ہو تو اس کے لئے روزہ کے ترک کی اجازت ہوگی، ورنہ نہیں:

أو مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض وخادمۃ خافت الضعف بغلبۃ الظن بإمارۃ او تجربۃ أو باخبار طبیب حاذق مسلم مستور (درمختار وشامی زکریا ۳/۴۰۳)

طابع، ناشر، مدیر (مولانا) محمد عاقل (صاحب) ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے
سبھاش پرنٹنگ پریس نواب گنج چوک سہارنپور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور سے شائع کیا

اخبارِ مظاہر

شہر حیدرآباد میں مظاہر علوم سہارنپور کے تعلق سے ایک اہم اجلاس

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

مظاہر علوم سہارنپور کی خدمات کو عالم آشکارا کرنے کے لئے مؤرخ مظاہر علوم حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی امین عام مظاہر علوم قرطاس وقلم کی اپنی تاریخ کے اولین دور سے کوشاں رہے ہیں، چنانچہ ''تاریخ مظاہر''، ''علمائے مظاہر علوم اوران کی علمی وتصنیفی خدمات''، ''مظاہر علوم ارباب کمال کی نظر میں'' ''تحریک آزادی ہند اور مظاہر علوم'' ایسے علمی، تاریخی شاہکار ہیں جنھوں نے پوری دنیا میں مظاہر علوم سہارنپور کو ایک وقار واعتماد بخشا، اور قارئین بکمال وتمام مظاہر علوم کی علمی، دینی، دعوتی، تبلیغی، ادبی اور ملّی خدمات سے روشناس ہوئے۔

مظاہر علوم کے فضلاء کی علمی و دینی خدمات سے واقفیت اوران کی حوصلہ افزائی مولانا موصوف کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے اور مختلف مواقع پر اس کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔

مظاہر علوم کے فضلاء میں ساؤتھ انڈیا یعنی صوبہ آندھرا، تلنگانہ، کرناٹک اور تمل ناڈو کے علماء کی ایک بڑی تعداد ہے، بُعدِ مکانی کی وجہ سے مظاہر علوم میں ان کی آمدورفت اور یہاں کے علماء واساتذہ سے فیضان کا سلسلہ موقوف سا رہتا ہے۔

کسی مناسبت سے ادارہ کے امین عام حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی کا سفرِ حیدرآباد ہوا، تو رکن شوریٰ مظاہر علوم سہارنپور حضرت مولانا محمد عبدالقوی دامت برکاتہم نے اس المیہ کا اظہار کیا اور خود ہی پیش کش کی کہ اگر اجازت ہو تو اے پی، تلنگانہ، کرناٹک اور تامل ناڈو کے فضلائے مظاہر علوم کا ایک ملاقاتی و تربیتی اجتماع حیدرآباد میں کرلیا جائے، یہ حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی کے دل کی آواز تھی اس لئے مولانا موصوف نے نہ صرف اجازت دی بلکہ من جانب مظاہر علوم ہر ممکن تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی، چنانچہ سفرِ حیدرآباد سے واپسی پر نائب ناظم مولانا مفتی سید محمد صالح کو حکم دیا کہ ساؤتھ انڈین تمام فضلائے

مظاہر علوم کا ریکارڈ دفتر تعلیمات سے نکلوا کر مولانا عبدالقوی صاحب کو بھیجا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فضلائے مظاہر علوم کی مکمل فہرست حضرت مولانا عبدالقوی صاحب کے حوالہ کردی گئی۔ پھر اجلاس شوریٰ منعقدہ ۳؍محرم ۱۴۴۴ھ/ ۲؍اگست ۲۰۲۲ء میں تمام ارکان شوریٰ کے سامنے حضرت امین عام دامت برکاتہم نے یہ بات رکھی اور اپنی خواہش اور مولانا عبدالقوی صاحب کی پیش کش بھی سامنے رکھی، سبھی ارکان شوریٰ نے ضرورت واہمیت کے پیش نظر اس کی تائید فرمائی۔

چنانچہ حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی سے مشورہ کے بعد اجلاس کے لئے ۴؍فروری ۲۰۲۳ء کی تاریخ مقرر کرلی گئی اور بڑے اہتمام سے پورے ساؤتھ میں فضلائے مظاہر علوم کو دعوت نامہ جاری کردیا گیا ،مولانا عبدالقوی اوران کے رفقاء کار بڑی مستعدی سے اس اجلاس کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

اس اہم اجلاس میں مظاہر علوم سے حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی ،مولانا مفتی محمد طاہر،مولانا محمد ساجد کاشفی رکن شوریٰ ،مولانا مفتی سید محمد صالح ،مولانا محمد احمد،مولانا ساجد حسن،مولانا عابد حسن،مولانا عبداللہ خالد خیرآبادی،مولانا محمد اسعد حقانی شریک ہوئے۔

اس اجلاس سے دوروز قبل عالم اسلام کی مشہور ومعروف علمی شخصیت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اپنی نئی کتاب ''جدید ملی مسائل'' کے اجراء کا اجلاس اپنے ادارہ ''المعہد الاسلامی'' میں داعی اجلاس مولانا عبدالقوی سے طے کرلیا تھا اس لئے وہاں بھی مظاہر علوم کے پورے قافلہ کا جانا ہوا،مولانا خالد سیف اللہ کے ادارہ کی عالیشان مسجد میں یہ اجلاس حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی کی صدارت میں منعقد ہوا۔

کتاب کے اجراء سے پہلے مولانا خالد سیف اللہ نے استقبالیہ پیش کیا اور کہا کہ جامعہ مظاہر علوم کو برصغیر کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے،خاص طور سے علومِ حدیث کی خدمات کے حوالہ سے تمام درسگاہوں میں اسے تفوق حاصل ہے،مہمان مکرم حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی نے مظاہر علوم کی تاریخ کے گم گشتہ باب کو تلاش کیا ہے اور ''تحریک آزادی ہند اور مظاہر علوم'' جیسی بیش قیمت کتاب اربابِ بصیرت کو پیش کی ہے،مولانا کی اس تحقیق کے لئے بس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ ''شکر کی بوری سے مولانا نے شکر نہیں نکالی ہے بلکہ چیونٹیوں کے منھ سے شکر کے دانے نکال نکال کر لذیذ اور خوش ذائقہ شربت پیش کیا ہے،مظاہر علوم کے فضلاء کبھی بھی مولانا کے اس احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

مولانا الحسنی کے ہاتھوں ''جدید ملّی مسائل'' کتاب کا اجراء ہوا اور صدارتی خطاب میں مولانا الحسنی نے کہا کہ اللہ تعالی نے مذہب اسلام کو جو خصوصیات اور امتیازات عطا کئے ہیں، دیگر ادیان و مذاہب ان سے خالی ہیں۔

مولانا الحسنی نے المعہد میں زیر تعلیم تحقیق وریسرچ کے طلبہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم اسلام کو علی وجہ البصیرت سمجھیں، ہمیشہ داعی بن کر رہیں، مدعو بننا علماء کی شان نہیں ہے، موجودہ حالات اور زمانہ میں بڑی فکر، تدبر اور تیقظ کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے، بامقصد محنت ہی کارگر ہوتی ہے، دنیا چاہے کتنی بھی کمتر سمجھے آپ حضرات زندگی کے کسی بھی مرحلہ میں احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، مولانا الحسنی نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں مخدومنا حضرت شیخ محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ سے ملاقات کے لئے دنیا کے بڑے بڑے شیوخ اور علماء آیا کرتے تھے اور جب رخصت ہونے لگتے تو نصیحت کی درخواست کرتے، اس موقع سے حضرت شیخ سب کو ایک ہی نصیحت فرمایا کرتے ''البرکۃ مع اکابرکم'' ہمیشہ اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر ہی چلتے رہنا۔

اگلے روز جمعہ تھا، منتظمین نے اکبر باغ کی بڑی جامع مسجد ''اکبری مسجد'' میں نماز جمعہ سے قبل حضرت مولانا سید محمد شاہد الحسنی کا خطاب طے کر دیا تھا، چنانچہ مولانا موصوف نے ''حسنِ عمل کی ترغیب'' پر تقریباً پون گھنٹہ خطاب کیا اور آخر میں فرمایا کہ ''زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، اس لئے اعمال صالحہ کو زندگیوں میں لایا جائے اور اعمال صالحہ پر اپنی زندگی کو لانے کے لئے درود شریف کی کثرت ہونی چاہیئے اس لئے کہ اس سے محبتِ نبوی پیدا ہوتی ہے اور اللہ سے تعلق استوار ہوتا ہے، جتنی بھی عبادات ہیں ان کی قبولیت میں تردد رہتا ہے، لیکن درود شریف ایسی عبادت ہے جس کی قبولیت میں کوئی تردد نہیں۔

خطاب کے بعد امام اکبری مسجد نے باقاعدہ اعلان کیا کہ حضرت کے بیان کا تقاضا ہے کہ قبل نماز جمعہ سنتوں سے فراغت کے بعد تمام حضرات دس منٹ تک درود شریف کا ورد کریں اس کے بعد خطبہ کی اذان اور خطبۂ جمعہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حیدرآباد کے اجلاس کی مکمل تفصیلات ان شاء اللہ اگلے شمارہ میں پیش کی جائیں گی۔

ضروری اعلان

وقت کی اہم ضرورت کے پیشِ نظر داخلہ کے خواہش مند طلبہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ماہِ شوال میں جدید طلبہ کے لیے سابق مدرسہ کی تصدیق اور امتحان سالانہ میں حاصل کردہ نمبرات کی مارک شیٹ امتحان داخلہ کے لئے شرط ہے۔ اس کے بغیر امتحان داخلہ نہیں ہوگا۔اور تمام طلبہ کے لئے اپنا اور اپنے والد کا آدھار کارڈ ساتھ لانا ضروری ہے۔

نیز سرحدی علاقوں (جموں کشمیر، ویسٹ بنگال، منی پور، تری پورہ، آسام وغیرہ اور ان کے آس پاس) کے طلبہ وطنی تصدیق نامہ (ایفیڈیوٹ) AFFIDAVIT بھی ضرور ساتھ لائیں اس کے بغیر داخلہ کی تکمیل نہیں ہوگی۔

اس سلسلہ میں کسی کو مہلت نہیں دی جائے گی جو طلبہ مطلوبہ کاغذات حاصل نہ کرسکیں وہ مدرسہ میں آکر اپنا اور اہل مدرسہ کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں ان کا داخلہ نہیں ہوگا۔

جاری کردہ دفتر تعلیمات مظاہر علوم سہارنپور

R.N.I. REGD. NO. 62469/95U.M.
URDU MONTHLY MAGAZINE

MAZAHIR ULOOM

SAHARANPUR



Rs. 30/-

MADRASA MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001 (U.P.) INDIA, PH. 0132-2655542
E-Mail: jamiamazahir@gmail.com